## مدینۃ المسیح

ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو پھر کمر اور ران میں درد کی تکلیف ہوگئی۔ درد کے مقام پر بلا ڈونا پلاسٹر لگایا گیا ہے ۞

جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بالاکوٹ ضلع ہزارہ روانہ ہوئے۔ جہاں ایک شادی کی تقریب پر تبلیغ بھی کی جائیگی ۞

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مکرم مفتی فضل الرحمان صاحب حکیم [illegible] ۱۰ اپریل فوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں اس صدمہ میں جناب مفتی صاحب موصوف کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر کی دعا فرمائیں۔

## اخبار "الفضل" کا خاتم النبیین نمبر



جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ اس سال بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے الفضل کا خاص پرچہ خاتم النبیین نمبر کے نام سے شائع کیا جائیگا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق نظم و نثر میں مشہور اہل قلم اصحاب کے گراں پایہ مضامین شائع کئے جائیں گے۔ معزز اور سرکردہ مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے سربرآوردہ اصحاب سے بھی مضامین حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے بہت سے بزرگ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی ارشاد فرمودہ ہدایات کو پیش نظر رکھ کر مضامین رقم فرمائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے۔ یہ نمبر کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ خوبصورتی اور خوشنمائی گذشتہ سال کے پرچہ سے بہت بڑھکر ہوگا۔ احباب اپنے اپنے ہاں ۲ جون کے جلسہ میں جس قدر پرچے فروخت کر سکیں۔ ان کا اندازہ لگا کر فوراً مطلع فرمائیں۔ قیمت بالکل واجبی رکھی جائیگی ۞

گذشتہ سال احباب کے وقت پر اطلاع نہ دینے کی وجہ سے ان کو مطلوبہ پرچے نہ بھیجے جا سکے۔ اور پھر انہیں دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑا جس کی تیاری میں دیر ہونا ناگزیر تھی۔ اب کے پورا پورا اندازہ لگا کر بہت جلد تعداد مطلوبہ سے مطلع فرمائیے۔ اور گذشتہ سال کی نسبت بہت زیادہ تعداد لکھیے۔ جب اس دفعہ کا خاص نمبر گذشتہ سال کے نمبر کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے بڑھا ہوا ہوگا (انشاء اللہ) تو اس کی اشاعت بھی گذشتہ سال کی نسبت بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔ مطلوبہ پرچوں کی قیمت پیشگی آنی چاہیئے یا وی۔پی کے لئے لکھنا چاہیئے ۞

## اشتہار دینے والے اصحاب سے گذارش

"الفضل" کا یہ خاص پرچہ بہت بڑی تعداد میں شائع ہوگا۔ جو کم از کم ایک لاکھ آدمیوں کے مطالعہ میں آئیگا۔ ہندوستان کے ہر علاقہ میں بکثرت شائع ہونے کے علاوہ انگلینڈ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ ماریشس۔ سیلون وغیرہ ممالک میں بھی بھیجا جائیگا۔ اشتہار دینے والے اصحاب بہت جلد جگہ ریزرو کرالیں۔ نرخ بہت ارزاں ہیں۔ اشتہارات کے لئے بہت تھوڑے صفحے مخصوص ہونگے۔ اشتہار عمدگی کے ساتھ شائع کیا جائیگا ۞

# دہلی میں انجمن احمدیہ کا شاندار سالانہ جلسہ



## مشہور و معزز غیر احمدی اصحاب کی شمولیت

## ۱۷ر جون ۱۹۲۸ء کے جلسوں کی مسرت انگیز یاد اور ۲ر جون ۱۹۲۹ء کے جلسوں کیلئے تیاری

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے ساتھ انجمن احمدیہ دہلی کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۲۳ تا ۲۶ مارچ ۱۹۲۹ء خیر و خوبی کے ساتھ پریڈ کے میدان میں منعقد ہوا۔ مختصر کارروائی جلسہ مندرجہ ذیل ہے:۔

۲۳۔ مارچ۔ پہلے دن کے اجلاس زیر صدارت جناب بابو اعجاز حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی اور جناب خانصاحب چودھری نعمت خاں صاحب سینیر جج دہلی منعقد ہوئے۔ رات کے اجلاس میں جناب شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم کی تقریر "میں نے اسلام کیوں قبول کیا" نہایت دلچسپی کے ساتھ سنی گئی۔

۲۴۔ مارچ دن کے دو اجلاس زیر صدارت جناب مولوی اکبر علی صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے۔ اور خانصاحب برکت علی خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ منعقد ہوئے۔ جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے نے "زندہ خدا کے زبردست نشان" پر تقریر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات پیش کئے۔ اور خصوصیت سے جنگ عظیم کی پیشگوئی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ اس کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے "دنیا کا آئندہ مذہب" پر ایک پُر معارف تقریر کی۔ وقت کے ختم ہونے پر لوگوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ تقریر جاری رکھی جائے۔ چنانچہ کچھ وقت اور دیا گیا۔ رات کا اجلاس جناب مولوی حاجی حکیم امجد علی صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے "بیسویں صدی میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی روحانی فتوحات" پر بذریعہ میجک لینٹرن لیکچر دیا جس کا پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔

۲۵۔ مارچ دن کا اجلاس جناب کرنل رسالدار علی خانصاحب سی آئی ای سابق کمانڈر انچیف نابھہ اسٹیٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جناب نیر صاحب نے "ہندوستان میں مستقل امن کیونکر قائم ہو سکتا ہے" اور جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے "حضرت مرزا صاحب نے اسلام کے لئے کیا کیا" پر دلچسپ تقریریں کیں۔ رات کا اجلاس زیر صدارت جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب داؤدی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی منعقد ہوا جس میں جناب مولانا مولوی اللہ دتا صاحب فاضل نے "صحابہؓ کی ترقی کا راز اور موجودہ پستی کے اسباب" پر ایک پُر مغز تقریر کی جس کی صاحب صدر نے بھی تعریف فرمائی۔ اس کے بعد جناب نیر صاحب نے "اسلامی طریق عبادت اور اس کا فلسفہ" پر بذریعہ میجک لینٹرن لیکچر دیا۔ اختتام پر جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب داؤدی صاحب صدر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے اظہار خوشنودی کیا۔ اور بیرونی ممالک میں احمدی جماعت کی تبلیغی کوششوں کے واقعات کو دیکھکر بہت متأثر ہوئے۔

۲۶۔ مارچ۔ شب کا اجلاس زیر صدارت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب منعقد ہوا۔ پہلی تقریر "رسول کریم صلعم کا غیر مذاہب سے معاملہ بلحاظ تعلیم اور تعامل" پر جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بیان فرمائی۔ صدر نے لیکچر کی بہت تعریف کی اور فرمایا فاضل لیکچرار نے عنوان کے مطابق اپنی تقریر کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے بعد جناب مولوی حاجی حکیم امجد علی صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی نے "رسول پاک کے ذکر خیر والے گذشتہ ۱۷۔ جون کے جلسوں کا اثر اور آئندہ ۲۔ جون کے لئے تیاری" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ ہندوستان میں چاروں طرف آگ لگی ہوئی تھی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ان پاک جلسوں کی بنیاد رکھکر ہم پر بڑا احسان کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ایک الہامی تحریک تھی۔ جو کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے دل میں ڈالی گئی۔ اس کے بعد جناب مولوی اللہ دتا صاحب فاضل نے اسی موضوع پر ایک اہم تقریر فرمائی۔ اور ۱۷۔ جون کے جلسوں کی اہمیت اور ان کے اثرات کو واضح کرتے ہوئے آپ نے صاحب صدر سے خواہش ظاہر کی۔ کہ وہ گذشتہ ۱۷۔ جون کے جلسوں کی طرح آئندہ ۲۔ جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے میں کوشش فرمائیں۔ صاحب صدر نے فرمایا۔ گذشتہ سال جب میں نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ تو بعض لوگوں نے مجھے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اور یہ اندیشہ ظاہر کیا۔ کہ اس تحریک میں کوئی چال ہے۔ لیکن میں نے ان کے اس خیال کی تردید کی۔ اور اس تحریک میں پورا حصہ لیا کیونکہ میں ہر اس کام میں جو مسلمانوں کے مشترکہ مفاد کے لئے ضروری ہے۔ شامل ہونا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرے پاس اس دفعہ بھی قادیان سے خط آیا ہے جس میں مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ کہ میں ۲۔ جون کو ۵۰۰ جلسوں کا انتظام کروں۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے اپنے دوستوں اور مریدوں کو خطوط لکھوا دیئے ہیں۔ کہ وہ ۲۔ جون کے لئے کیا کچھ اور کہاں کہاں جلسے کر سکتے ہیں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ ۵۰۰ جگہ نہیں۔ بلکہ ایک ہزار جگہ میں ۲۔ جون کے جلسوں کا انتظام کر سکونگا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اب میں رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب رئیس دہلی کی خدمت میں ایک طلائی تمغہ اور گھڑی پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ رائے بہادر صاحب موصوف کا مضمون جو کہ آپ نے گذشتہ ۱۷۔ جون کے جلسہ پر پڑھا تھا۔ ہندوستان بھر کے غیر مسلموں میں سب سے اول رہا۔ رائے بہادر صاحب سٹیج پر تشریف لائے ان کے اور صاحب صدر کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ صاحب صدر نے فرمایا۔ "رائے بہادر صاحب یہ تمغہ اور گھڑی جو امام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے بھیجی گئی ہیں۔ ان کی اور تمام مسلمانوں کی طرف سے آپ کو پیش کرتا ہوں"۔ رائے بہادر صاحب نے تعظیم کے ساتھ تمغہ اور گھڑی کو لیا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان اور جماعت احمدیہ دہلی اور جناب خواجہ حسن نظامی صاحب صدر جلسہ اور تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصر سی تقریر میں فرمایا:۔

"جب میں یہ مضمون لکھنے لگا۔ تو حیران تھا کہ کیا لکھوں۔ چونکہ میں جینی ہوں۔ اور جین دھرم میں "رحم" کے پہلو پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس لئے مجھے یہ خیال ہوا۔ کہ آنحضرتؐ کی زندگی میں سے "رحم" کے پہلو پر کچھ لکھوں چنانچہ جب میں لکھنے بیٹھا۔ تو آنحضرتؐ کی پاک زندگی میں سے "رحم" کی متعدد مثالیں یکے بعد دیگرے اتنی تعداد میں جمع ہو گئیں۔ کہ میں حیران رہ گیا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ حضرات نے جو میری عزت افزائی کی ہے یہ در حقیقت ایک پاک انسان کی تعریف کرنے کا نتیجہ ہے جس کا کچھ بدلہ مجھے یہیں مل گیا"۔

بعد ازاں جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے "سیدنا حضرت بلالؓ کے ملک میں تبلیغ" پر بذریعہ میجک لینٹرن لیکچر دیا۔ اور افریقہ میں تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کام کو دکھایا۔ جس کا پبلک پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ الحمد للہ کہ جلسہ خیر و خوبی دعا پر ختم ہوا۔ والسلام

خاکسار عبدالحمید۔ سکرٹری تبلیغ۔ نئی دہلی

---

## ایک عیسائی زن و مرد کا قبول اسلام

ہمارے گاؤں پیر کوٹ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں ایک کنبہ چوہڑوں کا جس کا ایک حصہ مانگٹ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں رہتا تھا۔ عرصہ سے عیسائی ہو چکا تھا۔ اب خاکسار کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوا ہے۔ اور انھیں باقاعدہ نماز اور روزے کی پابندی کرائی جاتی ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

۱۔ مراد۔ ۲۔ حیات۔ ۳۔ مریاں والدہ مراد و حیات۔ ۴۔ رحمو زوجہ مراد۔ ۵۔ نواب پسر مراد۔ ۶۔ سرداراں دختر مراد۔ ۷۔ حسینا دختر مراد۔ ۸۔ بکھاں دختر مراد۔ ۹۔ اللہ دتا۔ ۱۰۔ مشنگا اپر اللہ دتا جس کا اب نام عبداللہ رکھا گیا۔ ان کے رشتہ دار موضع مانگٹ میں رہیں۔ ۱۱۔ دہنگا۔ ۱۲۔ بیگو۔ زوجہ دہنگا۔ ۱۳۔ لال پسر دہنگا۔ ۱۴۔ رالو دختر دہنگا۔ ۱۵۔ کھیرا جس کا نام نور دین رکھا گیا۔ ۱۶۔ لال پسر نور دین۔ ۱۷۔ نواب پسر نور دین۔ ۱۸۔ جلال پسر نور دین۔ ۱۹۔ دہند۔ ۲۰۔ دولال زوجہ دہند۔ ۲۱۔ رحمی دختر دہند۔

خاکسار عبدالرحمٰن پیر کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# الفضل



نمبر ۷۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ اپریل ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

# پنجاب کونسل میں وزیر تعلیم کے خلاف قرارداد

لالہ منوہر لال صاحب وزیر تعلیم پنجاب کی مسلم آزاریاں اور ہندو نوازیاں حد تحمل و برداشت سے متجاوز ہو چکی ہیں۔ لائق سے لائق مسلمان کی دل شکنی اور نالائق سے نالائق ہندو کی حوصلہ افزائی اسلامی درسگاہوں کی خستہ حالی اور ہندو انسٹی ٹیوشنز کی سرسبزی و شادابی ایک عالم آشکار حقیقت کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ پنجاب میں مسلمانوں کی کثرت آبادی کے باوجود اور اس امر کو قطعی نظر انداز کرتے ہوئے کہ حکومت پنجاب کی آمدنی کا کثیر حصہ پنجاب کے مسلمان زمینداروں سے ہی وصول کیا جاتا ہے۔ پھر اس امر کو بھی فراموش کرتے ہوئے کہ حکومت نے خاص طور پر اعلان کر رکھا ہے۔ کہ تعلیمی لحاظ سے پس افتادہ قوموں کو خاص مراعات دی جائیں۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ مسلمان تعلیم میں بہت پس ماندہ ہیں۔ وزیر صاحب تعلیم نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔

چونکہ مسلمانان پنجاب نے وزیر صاحب تعلیم کی خدمت میں معززین کے ایک وفد کے ذریعہ بھی اپنے حقوق پیش کر کے دیکھ لیا۔ کہ اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے ایک ہی صورت باقی رہ گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ کونسل میں وزارت تعلیم کی روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جائے چنانچہ پنجاب کونسل کا حال میں جو اجلاس ہوا۔ اس کے ایجنڈا میں وزیر صاحب تعلیم کی حکمت عملی کے خلاف احتجاج کے طور پر مطالبہ زر میں ایک ایک روپیہ کی تخفیف کی ۸۰ تحریکات درج تھیں۔ جن میں ایک شیخ فیض محمد صاحب نے امدادی مدارس کی امداد کی مد میں ایک روپیہ کی کمی کی صورت میں پیش کی۔ اور بتایا۔ کہ اس مد میں مسلمانوں کے ساتھ نہایت ناانصافی کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو اس روپیہ میں سے صرف ۲۰ فیصدی ملتا ہے دوسری تحریک چوہدری دلی چند صاحب نے یہ کی۔ کہ عملہ کی تنخواہوں کی مد سے ایک روپیہ تخفیف کی جائے۔ اور کہا۔ محکمہ تعلیم کو دیہاتی طبقہ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اسی طرح اور بھی تحریکیں ہوئیں۔ جو کامیاب نہ ہو سکیں۔

اسی سلسلہ میں ایک معرکۃ الآرا تحریک چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ کی۔ کہ کونسل کا اجلاس ایک دن کے لئے ملتوی کیا جائے۔ تاکہ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کی چھپائی کا ٹھیکہ ایک خاص فرم کو دینے سے پیدا شدہ صورت حالات پر بحث کی جا سکے۔ وزیر صاحب تعلیم نے اول تو اس کی مخالفت اس بناء پر کی۔ کہ ٹیکسٹ بک کمیٹی ایک خود مختار پبلک جماعت ہے۔ جس پر گورنمنٹ کا کوئی اثر نہیں۔ دوم یہ تحریک بعد از وقت پیش ہوئی ہے۔ جس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ سوم یہ کوئی پبلک مفاد کا معاملہ نہیں۔ مگر چوہدری صاحب نے کہا جب اس کمیٹی کے تمام ممبر وزیر تعلیم نامزد کرتا ہے۔ اور خصوصاً سول محکمہ تعلیم کے عہدہ دار ممبر ہیں تو پھر اسے پبلک جماعت کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ آخر پریذیڈنٹ صاحب نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ اس پر کونسل میں بحث ہو سکتی ہے۔

بات یہ ہے۔ کہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۹ء کو پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے جو وزارت تعلیم کی مقرر کردہ ایک مجلس کا نام ہے۔ میسرز گلاب سنگھ اینڈ سنز کو درسی کتب کی طباعت کا ٹھیکہ دے دیا۔ حالانکہ یہی فرم قریباً پچاس سال سے اس ٹھیکہ سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اور اب کے ایک مسلمان فرم ایم فیروز الدین اینڈ سنز نے بھی اس اجارہ کے لئے ٹینڈر دیا تھا۔ جو فرم گلاب سنگھ کے ٹینڈر سے کسی صورت میں کم نہ تھا۔ لیکن اس دفعہ بھی یہ ٹھیکہ فرم گلاب سنگھ کو ہی دے دیا گیا۔

اس صریح ناانصافی اور حق تلفی پر توجہ دلاتے ہوئے ہم نے لکھا تھا۔ "پنجاب کونسل کے مسلم ممبر کیوں اس وزارت کی مسلم آزاری کے انسداد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔" (الفضل ۱۹ مارچ)

لالہ جی کی حکمت عملی آخر رنگ لائے بغیر نہ رہی۔ اور اس نے مسلمان ممبران کونسل کو مجبور کر دیا۔ کہ وہ اس مضرت رسان پالیسی کے خلاف علانیہ عدم اعتماد کا اظہار کریں۔ چنانچہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جو پنجاب کونسل کے اندر مسلم حقوق کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہتے ہیں۔ ۲۷ مارچ کو التوائے اجلاس کی تحریک پیش کی۔ اور ایسا کرتے ہوئے بقول معاصر انقلاب۔ ۳۰ مارچ آپ نے "صوبے کے بہترین تعلیم یافتہ طبقہ کی نمائندگی کا حق ادا کیا"

چونکہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تحریک نہایت معقول اور مدلل تھی۔ جس کی زبردست تائید سر عبد القادر صاحب اور ڈاکٹر محمد عالم صاحب نے بھی کی۔ اس لئے جب مخالف و موافق ارکان کے نام شمار کئے گئے تو معلوم ہوا۔ منتخب شدہ ممبران میں سے ۴۴۔ اس تحریک کی تائید میں اور صرف ۲۰۔ اس کے مخالف ہیں۔ جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ پبلک نمائندگان کی اکثریت وزیر تعلیم کی اس مسلم کش پالیسی کے خلاف اور اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ لیکن عین اس وقت جبکہ وزیر صاحب تعلیم پنجاب کے نامۂ اعمال میں یہ بات درج ہونے لگی۔ پنجاب کونسل کے سرکاری ارکان حمایت میں کھڑے ہو گئے۔ اور وزارت تعلیم کے حق میں ووٹ دے کر انہوں نے اپنے وزیر تعلیم کو بچا لیا۔ اور خواہ مخواہ اپنی روش کے متعلق پبلک کو نکتہ چینی کا موقع دیا۔

وزیر تعلیم پنجاب چونکہ کونسل کا ایک منتخب رکن ہوتا ہے۔ اور وہ کونسل کے سامنے جوابدہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اسے پبلک کے نمائندگان کا اعتماد حاصل ہو۔ لیکن ان ارکان کی کثرت نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تائید کر کے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا۔ کہ جمہور کے نمائندگان کی اکثریت وزیر تعلیم پر قطعاً اعتماد نہیں رکھتی اور انہیں اس عہدہ کے ہرگز اہل نہیں سمجھتی۔

سرکاری ارکان نے ایسے موقعہ پر جس جنبہ داری کا ثبوت دیا ہے بلاشک اس سے مسلمانوں کو نقصان پہونچیگا۔ لیکن اس کے بداثرات سے خود حکومت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ سرکاری ارکان کی اتنی بڑی تعداد کا وزیر تعلیم کی حمایت کرنا۔ اور اس صورت میں کرنا جبکہ مسلمان اس کی ایذا رسانیوں کی دادرسی چاہتے ہوں۔ مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزین کرنے کا موجب ہوگا۔ کہ وزیر تعلیم کی پالیسی حکومت کے ایماء سے ہی ہے۔

بہتر ہوتا۔ سرکاری ارکان غیر جانبدار رہتے۔ تا حکومت اچھی طرح اندازہ لگا سکتی۔ کہ وزیر تعلیم کی حکمت عملی کیا اثرات پیدا کر رہی ہے۔ اور اس کے خلاف پبلک میں کس قدر بے اعتمادی پیدا ہو گئی ہے۔ اگرچہ ابھی تک وزیر تعلیم کے خلاف کوئی تحریک پاس نہیں ہو سکی۔ لیکن باوجود اس کے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ مسلمانان پنجاب وزیر تعلیم سے سخت نالاں ہیں۔ اور ان کے منتخب شدہ نمائندے قطعاً خلاف۔ اب گورنمنٹ کو اختیار ہے۔ ایسی حالت میں بھی وزیر تعلیم کو اپنے سرکاری ممبروں کی تائید سے مسلمانوں پر مسلط رکھے۔ اور پنجاب کی آبادی کے غالب حصہ کی چیخ و پکار کی کوئی پرواہ نہ کرے یا پھر اسے اپنی حمایت سے آزاد کر دے۔

## سائمن کمیشن اور حکومت ہند

حکومت ہند نے سائمن کمیشن کے لئے جو یادداشت مرتب کی ہے اور جو دہلی کے اخبار "ہندوستان ٹائمز" کی کوشش کے طفیل اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں مختلف طریقوں سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ مخلوط انتخاب کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ اس یادداشت میں یہی ایک ایسی بات ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے کسی قدر تسلی اور اطمینان کا موجب ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ سائمن کمیشن بھی اسے اتنی ہی وقعت دے۔ جتنی گورنمنٹ ہند نے دی ہے۔

## محکمہ تعلیم اور مسلمانان ہند

ہم اپنے ایک گذشتہ پرچہ میں ہرٹوگ کمیٹی کی سفارشات کے خلاف ہندوؤں کے شور و شر کا ذکر کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں۔

مسلمان چونکہ تعلیم میں بہت پس ماندہ ہیں۔ اور ہندو اپنے اثر و رسوخ مال و دولت اور کثرت کے ساتھ سرکاری محکموں پر حاوی ہونے کی وجہ سے ان کی تعلیمی ترقی میں روک بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے خاص انتظام کرے۔

اس کے علاوہ ایک اور وجہ سے بھی گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے تعلیم میں ترقی کرنے کا موقعہ بہم پہونچائے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مسٹر آرنلڈ کی روئداد تعلیم بابت ۱۸۵۶-۵۷ء اور کپتان فلر کی روئداد تعلیم

بابت ۱۸۸۲ء کے اقتباسات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اس زمانہ میں محکمہ تعلیم عام طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ حکومت نے بالاہتمام یہ کوشش کی کہ مسلمانوں کا اقتدار ٹوٹ جائے۔ ایسی تدابیر اختیار کی گئیں۔ کہ محکمہ تعلیم ان کے ہاتھ سے نکل جائے وہ تعلیم میں پیچھے رہ جائیں۔ اور ہندو آگے بڑھ جائیں اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سب کچھ ہندوؤں کے ہاتھ آ گیا۔

اب اگر گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے کچھ تعلیمی سہولتیں مہیا کرے۔ تو یہ اس کا مسلمانوں کے ساتھ خاص سلوک نہ ہوگا۔ بلکہ اس بے انصافی کا انسداد ہوگا۔ جو قریباً ستر سال سے مسلمانوں کے بارے میں روا رکھی گئی۔ اور جس نے مسلمانوں کو بہت نیچے گرا دیا۔

وہ ہندو جو ایک کمیٹی کے گورنمنٹ کو مسلمانوں کے متعلق انصاف پر مائل کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف شور مچا دیتے اور اس کی سفارشات کو ناکام بنانے میں لگ جاتے ہیں۔ کیا ان سے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ خود مسلمانوں سے انصاف کریں گے مسلمان کوئی رعایت نہیں چاہتے ہیں۔ صرف انصاف کے طالب ہیں لیکن افسوس کہ ہندو اپنی طاقت کے گھمنڈ میں ان کی بات سننے کیلئے بھی تیار نہیں

## مسلم اخبارات سے ضروری گذارش

خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲ جون کو تمام ہندوستان میں بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر لیکچر دینے کے لئے ہر مذہب وملت کے افراد کے مشترکہ جلسے منعقد کرنے کی تحریک بے حد مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ اور مسلمان بڑے شوق سے ان جلسوں کو کامیاب بنانے کی اطلاعیں دفتر صیغہ ترقی اسلام قادیان میں بھیج رہے ہیں جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے اخبار منادی (۲۹ مارچ) کے صفحہ اول پر صیغہ مذکور کا ایک اعلان شائع کر کے اپنے معتقدین میں تحریک کی ہے۔ کہ "وہ اپنے آقا سردار دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر کی تبلیغ و اشاعت کے جلسوں میں پوری مستعدی سے حصہ لیں" اور خود بھی ہر ممکن امداد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چونکہ مومن کے ہر کام میں ترقی ہونی چاہئے۔ اس لئے کوشش اس بات کی کرنی چاہئے۔ کہ اس دفعہ گذشتہ سال کے نہایت کامیاب اور کثیر التعداد جلسوں سے بھی بڑھ کر شان و شوکت کے ساتھ جلسے ہوں۔ گذشتہ سال متعدد مسلمان اخبارات نے اس مبارک تحریک کو کامیاب بنانے میں جو حصہ لیا تھا وہ بہت ہی قابل تعریف تھا۔ اور ثابت کر دیا تھا کہ سردار دوجہاں کے ساتھ انہیں کس قدر اخلاص اور محبت ہے۔ اب کے بھی ہم تمام اسلامی معاصرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے صفحات میں اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ ہم خاص طور پر پنجاب کے معزز معاصرین "انقلاب" "سیاست" "کشمیری میگزین" "وکیل" اور دیگر صوبوں کے ہمدم "حقیقت" "ہمت" "سرفراز" "خادم الحرمین" "الصراط" "مشرق" کے نام لیکر یہ گذارش کرتے ہیں۔ امید ہے اس پر توجہ فرما کر شکریہ کا موقعہ دیا جائیگا۔

## ہائیکورٹ پنجاب کا ایک خطرناک فیصلہ

مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ جج ہائیکورٹ لاہور نے جو ایک عجیب اور حیرت انگیز فیصلہ کرنے کی وجہ سے شہرت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔ حال میں ایک اور نہایت اہم اور بے نظیر فیصلہ کیا ہے۔ ایک مدت سے پنجاب میں ایکٹ انتقال اراضی نافذ ہے۔ جو غریب زمینداروں کی زمینوں کو ہندو ساہوکاروں کی یورش سے محفوظ رکھنے کے لئے گورنمنٹ نے وضع کیا تھا۔ آج تک اس قانون کے وضع کرنے والے ہائیکورٹ کے علاوہ تمام دیگر عدالتوں کے جج۔ سرکاری عہدیدار۔ تمام پبلک اور خود ساہوکار اس قانون کا یہی مفہوم سمجھتے چلے آئے ہیں کہ اس کی موجودگی میں قرضہ کی ادائیگی کے لئے اجرائے ڈگری میں یا دیوالیہ کی کارروائی میں زمینداروں کی زمینیں نیلام نہیں ہو سکتیں۔ اسی پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ اور اسی کے پیش نظر ساہوکار اپنے وسیع تر سے کام لیتے ہوئے اس کی تنسیخ کے لئے چیخ و پکار کرتے رہے لیکن جسٹس دلیپ سنگھ نے اس ایکٹ کی موجودگی کے باوجود فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی زمیندار مالی زیر باری سے مجبور ہو کر اپنا دیوالہ نکال دے تو قرضخواہوں کا روپیہ ادا کرنے کے لئے اس کی زمین نیلام ہو سکتی ہے۔ زمینداروں کی مالی زیر باری یا دیوالیہ ہونے کی وجوہات ہر ایک کو معلوم ہیں۔ جو بد قسمت ایک بار کسی وجہ سے ساہوکار کے ہتھے چڑھ گیا وہ عمر بھر خلاصی نہیں پا سکتا۔ اور بسا اوقات ایک نہایت حقیر رقم سود در سود کے آواگون کے چکر میں پڑ کر اچھے خاصے زمیندار کو دیوالیہ بنا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے ان حالات میں اگر دیوالیہ یا مالی زیر باری کے باعث زمینداروں کی زمینیں نیلام ہونی شروع ہو گئیں تو سمجھ لینا چاہئے۔ چوتھائی صدی کے اندر اندر پنجاب کی زمیندار سود خور ساہوکاروں کے قبضہ میں آ جائیگی۔ اور بے کس و بے بس زمینداروں کی تباہی اور بربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہیگی۔ پنجاب کے ہر زمیندار کا خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم فرض ہے کہ اس فیصلہ کے خلاف آواز اٹھائے۔

## ویدک دھرم میں شدھی کا کوئی ذکر نہیں

آریہ اخبار "آریہ ورت" لکھتا ہے۔ "مثال کے طور پر شدھی کا نیم لیجئے چونکہ دنیا کے شروع میں سب ویدک دھرمی ہی تھے۔ اور کوئی مذہب نہ تھا۔ اس لئے کوئی ضرورت اس نیم کے بنانے کی نہیں تھی۔ کہ اس طریقہ سے غیر مذہب والے ویدک دھرم میں ملائے جائیں۔ ...... جب ویدک دھرم کے علاوہ اور مذہب چلائے گئے۔ تب ویدک دھرمیوں کے سامنے یہ سوال پیش ہوا۔ کہ ان کو ویدک دھرم میں کس طرح ملایا جائے لیکن چونکہ اسمرتیاں بنانی ختم ہو گئی تھیں۔ اس لئے کوئی خاص طریقہ غیر مذہب والوں کو ویدک دھرمی بنانے کا یعنی شدھی کرنے کا سنسکرت وغیرہ کی کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ .... سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے بھی کوئی دوھی نہیں لکھی کیونکہ وہ ہر بات جہاں تک ہو سکے پرانے سنسکرت کے پرمانوں پر ہی رکھا کرتے تھے۔" (۱۲ فروری ۱۹۲۹ء)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ وید تو درکنار سنسکرت کی کسی اور کتاب میں بھی غیر مذہب والوں کو ویدک دھرمی بنانے کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ حتیٰ کہ سوامی دیانند نے بھی اس وجہ سے کہ وہ ہر بات کی بنیاد "پرانے سنسکرت پرمانوں" پر رکھا کرتے تھے۔ اس بارہ میں کوئی دوھی نہیں لکھی۔ جس کے معنے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ ویدوں اور دیگر سنسکرت کے مصنفین کے وہم وگمان میں بھی کوئی ایسی چیز نہ تھی۔ جسے آج کل شدھی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ تحریک شدھی کو ویدک دھرم سے کہاں تک تعلق ہے۔

## کیا وید مکمل کتاب ہیں

رہا یہ امر کہ "چونکہ دنیا کے شروع میں سب ویدک دھرمی ہی تھے اس لئے کوئی ضرورت اس نیم کے بنانے کی نہیں تھی" تو یہ دلیل براہ راست ویدوں پر ایک زبردست حملہ ہے۔ ہمارے آریہ سماجی دوستوں کا دعویٰ ہے۔ وید ایشوری گیان ہیں۔ اور ان کی تعلیم عالمگیر ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ اگر واقعی وید ایک عالم الغیب اور علیم وخبیر ہستی کی طرف سے نازل کئے گئے تو کیا اسے یہ علم نہ تھا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آنیوالا ہے۔ جب اس کے ماننے والوں کو ایک ایسے نیم کی بھی ضرورت پیش آئیگی۔ جسے اب شدھی کہا جاتا ہے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو آریہ سماجی یہ تسلیم کرلیں۔ کہ ویدوں کا خدا اس بات سے قطعاً ناواقف تھا۔ کہ اہل دنیا کو آئندہ کن امور میں رہنمائی کی ضرورت ہوگی۔ اور یا یہ مان لیں۔ کہ ویدک دھرم ایک خاص قوم اور خاص وقت کے لئے تھا۔ دوسرے لوگوں کو اس میں داخل کرنا اس کے بنانے والے کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

## مہاسبھا اور نہرو رپورٹ

ہندوؤں نے یہ دیکھ کر کہ مسلمان کسی صورت میں بھی نہرو رپورٹ کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں اور ان لوگوں کا جنہیں ہندوؤں نے سونے چاندی کی زنجیروں پر جھگڑا ہوا ہے۔ مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ایک اور چال چلی ہے جس کا سہرا ہندو مہاسبھا کے سر ہے۔ مہاسبھا نے اپنے تازہ اجلاس میں نہرو رپورٹ کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے۔

"اگر مسلمان اسے قبول کر لیتے۔ تو ہندو مہاسبھا بھی بطور مصالحت منظور کر لیتی"۔ (ملاپ ۳ اپریل)

مطلب یہ کہ اب اس طرح دباؤ ڈال کر مسلمانوں سے نہرو رپورٹ قبول کرانے کی کوشش کی گئی ہے اس طرح نہرو وانی مسلمان تو ممکن ہے مرعوب ہو جائیں۔ اور وہ گلے پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو بڑے بڑے "خطرات" سے ڈرانے کی کوشش کریں۔ لیکن باقی مسلمان ایسی باتوں کو خاطر میں لانے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ نہرو رپورٹ کی مخالفت میں پہلے سے زیادہ جوش کا اظہار کرینگے کیونکہ ہندو جب ایسی رپورٹ کو جس میں انہیں ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا گیا ہے اور ہر بات میں ان کے مفاد کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ منظور کرنے کے لئے تیار نہیں تو مسلمان اپنی موت کے اس فتویٰ پر کس طرح رضامند ہو سکتے ہیں۔ ان کا تو فرض ہے کہ اس کا نام سننا بھی گوارا نہ کریں۔

65

# کیا پنجاب میں چالیس ہزار ہندو مُسلمان ہو گئے

سورت میں ہندو مہاسبھا کا جو اجلاس حال میں ہُوا ہے۔ اس کے منتخب شدہ صدر "سری یت" راما نند چیٹرجی ایڈیٹر ماڈرن ریویو نے اپنے صدارتی ایڈریس میں "ہندوؤں کے دن بدن گھٹنے کی باتیں" بیان کرتے ہوئے کہا:-

"۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۱ء تک صرف پنجاب میں چالیس ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار ہندو عیسائی ہوئے مغربی بنگال میں ہندو باون فیصدی کم ہوئے"۔

عیسائی مشنریوں کی کوششوں۔ ان کے اثر و رسوخ اور ان کی دولت مندی کو دیکھتے ہوئے دس سال کے اندر اندر ایک لاکھ بیس ہزار ہندوؤں کا عیسائی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن تبلیغ اسلام سے غافل۔ بلکہ اپنے دین سے لاپرواہ مسلمانوں کے متعلق یہ مشکل سے ہی قیاس ہو سکتا ہے۔ کہ انھوں نے صرف پنجاب میں چالیس ہزار ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا۔ اگر ہندو مہاسبھا کے پردھان کا یہ بیان درست ہے۔ اور محض ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے کے لئے نہیں گھڑا گیا۔ تو مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے۔ جب ان کی طرف سے اشاعت اسلام کے لئے کوئی سرگرمی دکھلائے بغیر اور ہندوؤں کو دعوت اسلام دینے کی کوشش نہ کرنے کے باوجود اس قدر لوگ خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ تو اگر وہ کوشش اور سعی کریں۔ یعنے ہندوؤں کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کریں۔ تو کتنی بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے:۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ سعید الفطرت لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس میں اپنے اطمینان قلب اور روحانی تسکین کا سامان پاتے ہیں۔ اور دنیوی معاملات میں بھی اس کے احکام کو اپنے لئے آرام اور سہولت کا باعث سمجھتے ہیں۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انہیں اسلام کی صحیح تعلیم تک رسائی حاصل ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ مسلمان قابل اور دین سے واقف مبلغین کے ذریعہ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا انتظام کریں:۔

**حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ** نے ریزرو فنڈ کی جو تحریک فرمائی تھی۔ اگر مسلمان اسے کامیاب بنانے کی طرف متوجہ ہوں۔ تو ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا ایسا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ کہ خدا تعالٰے کے فضل و کرم سے تھوڑے ہی عرصہ میں حیرت انگیز نتائج رونما ہوں:۔

جو مسلمان فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کا شوق اپنے دل میں رکھتے اور اسلام کو دنیا میں سرفراز و سربلند دیکھنے کے متمنی اور آرزومند ہیں۔ انھیں چاہیئے۔ اس تحریک کو یاد رکھیں اور کامیاب بنانے کی طرف متوجہ ہوں۔ تا جماعت احمدیہ مالی پہلو سے مطمئن ہو کر نشر و اشاعت اسلام کا کام زیادہ سرگرمی سے کر سکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گاندھی جی نے جس سرعت کے ساتھ گورنمنٹ کی مخالفت میں قدم بڑھائے تھے۔ اسے "شیطانی حکومت" اور اس کی ہر ایجاد کو "شیطانی کل" قرار دینے سے دریغ نہ کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ حکومت کی آستان بوسی اور اطاعت شعاری میں ترقی کر رہے ہیں:۔

چند ہی دن ہوئے۔ وائسرائے ہند کے ساتھ دعوت میں شریک ہونے کی جب انھیں اطلاع پہونچی۔ تو بڑے شوق سے سر کے بل چلکر آئے۔ اور اس حکومت کے ہندوستان میں سب سے بڑے نمائندہ کے پہلو بہ پہلو بیٹھکر اکل و شرب میں شریک ہوئے۔ جس کے احکام کی خلاف ورزی کے لئے گزشتہ چند سال سے عوام کو اشتعال دلاتے رہے۔ اور اب بھی ان کا دعوٰے ہے اگر اسو۔ دسمبر ۱۹۲۹ء تک سوارا جیہ نہ مل گیا۔ تو جنوری ۱۹۳۰ء کی پہلی تاریخ سے وہ پھر تلقین از سر نو شروع کر دیں گے:۔

گاندھی جی کا ایسی دعوت میں شریک ہونا جسمیں اچھوتوں (عیسائیوں اور مسلمانوں) کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اور پھر ان ملیچھوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھکر کھانا پینا نہ صرف ان کے سیاسی خیالات کے لحاظ سے بالکل عجیب بات تھی بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی انوکھی تھی۔ کیونکہ ہندو دھرم قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ کہ کھانے پینے کے وقت کسی غیر ہندو کو پاس بھی پھٹکنے دیا جائے۔ لیکن جب دوستانہ مراسم کی استواری مطلوب ہو۔ اور وہ بھی وائسرائے ہند کے ساتھ۔ تو ایسی باتوں کی کسے پرواہ ہو سکتی ہے:۔

گاندھی جی نے ایک طرف تو حکومت سے اس طرح اپنے دیرینہ تعلقات استوار کرنے کی سعی کی۔ اور دوسری طرف عوام پر اثر ڈالنے کے لئے یہ کارنامہ سر انجام دیا۔ کہ کلکتہ میں ایک ایسے مقام پر جہاں قانونی لحاظ سے آگ جلانے کی ممانعت تھی۔ باوجود پولیس کے روکنے کے کپڑوں کے ڈھیر میں آگ لگا دی۔ جس پر پولیس نے "اعانت مجرمانہ کے جرم میں" گرفتار کر لیا۔ اگر وہ زمانہ ہوتا جب عوام کسی معمولی سے معمولی لیڈر کی گرفتاری پر بھی آسمان سر پر اٹھا لیتے تھے۔ اور ملک میں ایک شور برپا ہو جاتا تھا۔ تو گاندھی جی پولیس کی تحویل میں ہی رہنا پسند فرماتے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا۔ کلکتہ کے سے شہر میں دن دہاڑے پولیس نے انھیں گرفتار کیا۔ اور کوئی ٹس سے مس نہ ہوا۔ تو انہوں نے سمجھ لیا۔ زمانہ بدل گیا۔ اور ع "تو بھی بدل فلک کہ زمانہ بدل گیا" پر عمل کرتے ہوئے جھٹ "ضمانت نامہ" پر دستخط کرنے اور پچاس روپیہ کا مچلکہ دے کر رہائی حاصل کر لی:۔

مقدمہ کی سماعت کے لئے مارچ کی ۲۶ تاریخ مقرر ہوئی۔ جس پر گاندھی جی چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں حاضر ہو گئے۔ سرکاری وکیل نے ان کے خلاف "اعانت مجرمانہ کا الزام" لگایا جس کے جواب میں انہوں نے اپنے آپ کو "بے گناہ" بتایا۔ لیکن عدالت نے قانون کے مقابلہ میں "ہندوستان کے جمہوری بادشاہ" کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے "فرد قرارداد جرم" سنا دی۔ جسمیں لکھا تھا۔ "۴ مارچ کو انھوں نے شارع عام پر بدیشی کپڑا جلانے کے ارتکاب جرم میں تین ملزموں کی اعانت اور امداد کی":۔

گاندھی جی نے تقریر کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہا۔ کہ "عدالت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مجھے اور میرے رفقاء کو بری کر دے"۔ بلکہ یہ بھی کہہ دیا۔ "میرے صاف بیان کے بعد پولیس نے قانون اپنے ہاتھ میں لے کر غلط راستہ اختیار کیا ہے۔ اور اس نے ہماری جگہ اپنے آپ کو ملزم بنا لیا ہے۔ اس لئے اس کو ملزم گردانا جائے۔ اور میں اور میرے رفقاء مستغیث قرار دئے جائیں"۔ گویا گاندھی جی عدالت میں نہ صرف بحیثیت ملزم مجبوراً پیش ہوئے۔ بلکہ انھوں نے مستغیث بننے کی بھی کوشش کی۔ اور اس طرح ایک کافری عدالت سے "انصاف" کے لئے ملتجی ہوئے:۔

عدالت نے ان کی دونوں التجاؤں کو رد کر دیا۔ نہ تو انھیں "اعانت مجرمانہ" کے جرم سے بری قرار دیا۔ اور نہ پولیس کو ملزم ٹھہرایا بلکہ انھیں مجرم قرار دیتے ہوئے ایک روپیہ جرمانہ کی سزا دے دی:۔ اب بھی موقعہ تھا۔ کہ گاندھی جی جرمانہ ادا کرنے سے انکار کر دیتے مگر انھوں نے شرح صدر سے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ اور جرمانہ ادا کر دیا گیا جس کے خلاف سُنا ہے۔ اپیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہائیکورٹ اور شائد پریوی کونسل تک قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں:۔

ناظرین! یہ اُس "دنیا کے سب سے بڑے انسان" کی عملی زندگی کا ایک نظارہ ہے۔ جسے "عدم تعاون" کا موجد اور گورنمنٹ انگریزی سے قطع تعلق کرنے کا بانی کہا جاتا ہے۔ اور جس نے سینکڑوں ہزاروں ہندوستانیوں کو "عدم تعاون" کی لپیٹ میں لا کر تباہ و برباد کر دیا:۔

اگر کسی گاندھی پرست عدم تعاونی مسلمان سے اس قسم کے افعال کا ہزارواں حصہ بھی سرزد ہوتا۔ تو خود مسلمان ہی اس کی اتنی مٹی پلید کرتے کہ مدتوں یاد رکھتا۔ عرصہ تک اس کے لئے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا۔ اس کے عجیب و غریب نام رکھے جاتے۔ اور اس پر ایسے ایسے الزام لگائے جاتے۔ جسے کوئی شریف انسان سننا بھی گوارا نہ کرتا۔ لیکن ہندو اور وہ ہندو جنھیں اپنے کام سے کام ہے۔ خواہ گورنمنٹ کی شدومد سے مخالفت کر کے حاصل ہو۔ یا اس کی دہلیز کی خاک چاٹنے سے انھوں نے گاندھی جی سے کیا سلوک کیا۔ یہ کہ کچہری کے احاطہ میں "مہاتما جی کی جے" کے نعرے لگائے۔ اور اخباروں نے انکی تعریف و توصیف میں لمبے لمبے آرٹیکل لکھے وہ مسلمان جو ذرا ذرا سی بات پر اپنے لیڈروں کی تحقیر اور تذلیل میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ گاندھی جی کے متعلق ہندوؤں کی روش سے سبق حاصل کریں:۔

# اُردو زبان

آج کل جہاں مسلمانوں کے مذہب۔ ان کے اثر۔ ان کی عزت۔ ان کے رسُوخ۔ ان کی دولت اور ان کی تہذیب وغیرہ کے مٹانے کی کوشش میں اس ملک کی بعض قومیں سرگرم ہیں۔ وہاں یہ بھی کوشش ہو رہی ہے کہ اُردو زبان کو بھی اُڑا کر اس کی جگہ گورمکھی، ہندی اور بھاشا کو رواج دیا جائے۔ تاکہ ہر ایک اس چیز کا جو کسی طرح بھی مسلمانوں سے وابستہ ہے۔ نام و نشان مٹا دیا جائے۔ خواہ ایسا کرنے میں ملک کا سراسر نقصان ہی ہو۔ گذشتہ ۲۰ - ۲۵ سال سے یہ کوشش برابر جاری ہے۔ اور اب اس پر خاص زور دیا جا رہا ہے۔ بلکہ بعض مذہبی جلسوں میں اس مضمون پر بھی ایک دو تقریریں رکھی جاتی ہیں۔ اور عوام الناس کو اس بات پر مائل کیا جاتا ہے۔ کہ اردو کو ترک کر کے پنجاب میں گورمکھی اور ہندوستان میں ہندی یا بھاشا کو ملکی زبان بنایا جائے۔ علاوہ لیکچروں کے طرح طرح کی ناجائز کوششیں سرکاری حکام کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کی جاتی ہیں۔ کہ اکثر حصہ ملک کا ہندی کی ترویج کا خواہشمند ہے چنانچہ اس بات میں یہاں تک تو کامیابی ہو گئی ہے۔ کہ امتحان کے پرچوں میں اجازت ہے۔ کہ ترجمہ انگریزی کا خواہ اردو میں کیا جائے خواہ ہندی میں۔ اسی طرح بعض صوبوں میں پوسٹمین ملازم نہیں ہو سکتے۔ جب تک اردو کے ساتھ وہ ہندی بھی نہ جانتے ہوں۔ اس کوشش کے متعلق ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ ایک پوسٹماسٹر تھے جب کبھی کوئی ان کے ڈاک خانہ میں منی آرڈر کے فارم مانگنے جاتا۔ تو وہ ہندی کے فارم دے دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی اردو فارم مانگتا۔ تو کہہ دیتے۔ کہ نہیں ہیں۔ حالانکہ ان کے ڈاک خانہ میں اردو انگریزی فارم بھی برابر تعداد کے آتے تھے۔ جب ہندی فارم ختم ہو جاتے تو وہ اور ہندی فارم ہیڈ آفس سے منگا لیتے۔ ان کی اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ سال بھر میں ۵۰۰ ہندی فارم۔ اور ۲۰ اردو فارم کا خرچ اس ڈاک خانہ میں دکھایا جاتا۔ جس کے نتیجہ میں آئندہ سال ان کو صرف ہندی فارم ملا کرتے۔ اب خیال کرو۔ اگر اکثر پوسٹماسٹر اس خیال کے ہوں۔ تو ایک ہی صوبہ میں ایک لاکھ ہندی فارم اور دس ہزار اردو فارم کا خرچ ہو گا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حکام بالا یہ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ ہندی اکثر لوگوں کی زبان ہے۔ اور ان کو اس طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ ایک ضمنی فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پھر یہ فارم خاص قوم کے چھاپہ خانوں میں ہی چھپنے دئے جاتے ہیں۔ یعنی جن کے ہاں ہندی پریس کا انتظام ہوتا ہے سو اس قسم کی کارروائیاں اردو کے مٹانے کے لئے ہوتی رہتی ہیں۔ ایک دن میں نے ریل میں اپنا ایک اردو اخبار ایک معزز جنٹلمین کو پڑھنے کے لئے پیش کیا۔ وہ عذر کر کے فرمانے لگے۔ معاف فرمائیے۔ بندہ نے عہد کر لیا ہے۔ کہ سوائے انگریزی اور ہندی کے اور زبان کا اخبار نہیں پڑھوں گا۔ میں ان سے یہ بات سُن کر حیران ہی رہ گیا۔ ان کوششوں کے دفاع کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُردو کے بہی خواہ بھی اپنی طرف سے اس کی ترقی کی تجویزیں کریں۔ اور ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی یہ بتائیں۔ کہ اُردو کیوں اس ملک کی لنگوا فرینکا ہونے کے لئے موزون ہے۔ اس میں کیا خوبیاں ہیں۔ اور اس کے مٹ جانے سے ملک کو اور خصوصاً مسلمانوں کو کیا کیا نقصانات پہنچنے کے احتمال ہیں۔

آج کل کسی ہندو اخبار کو اٹھا کر دیکھ لو۔ آدھی بھاشا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی کوشش ہے۔ کہ چند سال میں عام لوگوں کو ہندی سمجھنے کی اہلیت ہو جائے۔ تو پھر اخبارات باقاعدہ اسی زبان میں جاری ہو جائیں۔ اور اردو کی زبان اور طرز تحریر دونوں کو اتنا صدمہ پہنچے۔ کہ پھر وہ ہندی کے سامنے سر نہ اٹھا سکے اس وقت میں مختصراً بعض باتیں اردو کی فضیلت کی بیان کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ اس بحث میں دلچسپی لینے والے اصحاب اس سے بڑھ کر اور مفصل تحریریں وقتاً فوقتاً اس ضمن میں پبلک کے فائدہ کے لئے شائع کریں گے۔

اردو زبان نے پہلے مشرقی علوم اور مشرقی خیالات اور جذبات کے اظہار میں کمال دکھلایا۔ اور اب چند سالوں سے وہ مغربی علوم اور خیالات وجذبات کو لپنے اندر لے رہی ہے۔ اور اس نئے رنگ کو عمدہ طور پر جذب کر رہی ہے۔ ہندی بھاشا نے نہ کبھی پہلا کمال دکھایا۔ نہ اب اس نے باوجود عمدہ فضا میسر ہونے کے دوسری قسم کا کوئی اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ سوائے عورتوں بچوں اور پوشمینوں وغیرہ کے وہ کسی بڑے قومی کام اور کسی علمی مصرف میں نہیں آئی جب موجودہ زمانہ کی دوڑ میں بھی اُردو اس سے ہر طرح بازی لے گئی ہے۔ تو پھر ایک جیتنے والی زبان کو چھوڑ کر ایک ہار جانے والی زبان کو اختیار کرنا کسی عقلمند قوم کا کام نہیں۔

فاتح مسلمانوں نے جیسے ہمیشہ ہر معاملہ میں بے تعصبی کا ثبوت دیا۔ وہاں انہوں نے زبان کے بارے میں بھی انصاف کا کمال دکھلایا۔ انہوں نے جبریہ اہل ہند کو اپنی زبان سیکھنے پر مجبور نہیں کیا۔ بلکہ باوجود فاتح ہونے کے ہندی زبان کا اکثر حصہ اپنی فارسی اور ترکی زبانوں میں ملا کر ایک نئی زبان کو ترتیب دیا۔ جس میں ابتداً ہندی کا عنصر غالب تھا۔ اس کے بعد جب ادب اور شاعری کا زور اس زبان میں ظاہر ہوا۔ تو ہندی حصہ نازک خیالات اور اعلیٰ جذبات کے اظہار سے عاری نکلا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رفتہ رفتہ بعد میں اس میں فارسی اور عربی الفاظ مصنفین اور شعراء اور ادباء نے داخل کئے۔ کیونکہ بھاشا اس کمال میں بہت پست تھی۔ جس کا ہونا ایک اعلیٰ زبان کے لئے ضروری تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ اردو کی اصلیت ہندی الفاظ سے تھی۔ مگر سوائے کھانے پینے سونے اور عام موٹے خیالات کے کوئی چیز اعلیٰ اور علمی اس میں نہ تھی۔ اس لئے اہل علم اور مصنفین مجبور ہو گئے۔ کہ عربی اور فارسی وغیرہ علمی زبانوں کے الفاظ اور محاورات اور ضرب الامثال سے اُردو کو مزین کریں۔ سنسکرت کی طرف وہ اس لئے نہ جا سکتے تھے۔ کہ زندہ خیالات اور جذبات کے لئے ایک مردہ زبان کے محاورات کا لینا بالکل خلاف عقل تھا۔ پھر سنسکرت بھی اصل میں بھاشا کی ماں ہی تھی۔ اس میں دہقانی اور پُرانے موٹے خیالات کے سوا کوئی نزاکت۔ لطافت۔ بلند پروازی اور باریکی نہ تھی۔ جو عربی اور فارسی میں پائی جاتی ہے۔ نہ اس میں وہ جدید علمیت تھی۔ جس سے انگریزی زبان لبریز ہے۔ پس اگر اس وقت اُردو کو ترک کر کے کوئی غیر زبان ہندوستان اختیار کر سکتا ہے۔ تو وہ انگریزی ہے۔ بھاشا یا سنسکرت کسی صورت میں بھی موجودہ زمانہ کے علوم اور خیالات اور بلند پردازی کی حامل نہیں ہو سکتیں۔ نہ بھاشا میں وہ فصاحت اور بلاغت اور رنگینی ہے کبھی آپ نے کسی پنڈت کا بھاشا میں لیکچر سُنا ہو گا۔ میرے جیسا آدمی تو پانچ منٹ سے زیادہ اس کے سُننے کی برداشت نہیں رکھتا۔ اس قدر سختی اور کرختی اس زبان میں ہے۔ کہ بجائے دماغ کو کسی قسم کی اعلیٰ علمی غذا پہنچانے اور خیالات وجذبات میں بلند پروازی پیدا کرنے کے یہ زبان طبیعت کو تلخ کرنیوالی اور کانوں کو صدمہ پہنچانے والی ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ یہ محض دیہاتوں کی مختصر اور محدود زبان ہے جسے ہم ایک دیہاتی بولی کہہ سکتے ہیں۔ اور بس۔

پس ایک علمی ترقی کرنے والے ملک کی مشترکہ زبان وہی ہونی چاہیئے۔ جو ایک علمی زبان ہو۔ اُردو پوری علمی زبان نہ سہی۔ مگر ہندوستان کی مروجہ زبانوں میں سب سے زیادہ علمی زبان ہے۔

دوسری خوبی اردو میں یہ ہے۔ کہ قریباً تمام ہندوستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ پشاور اور کشمیر سے لے کر کلکتہ، بمبئی رنگون اور مدراس تک اس کے سمجھنے والے موجود ہیں۔ حتیٰ کہ انگریز اور غیر ملکی لوگ بھی سب سے زیادہ اسے ہی سمجھتے ہیں۔

تیسری خوبی یہ ہے۔ کہ اس میں باریک خیالات اور جذبات کا نہایت عمدہ اظہار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی شاعری اور عبارت نویسی بہت اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکی ہیں۔ اور مسلمانوں کے زمانہ میں حکومت کی اصطلاحات۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ حساب اور دیگر علوم سب اس میں آ گئے ہیں۔

چوتھی خوبی یہ ہے۔ کہ اردو کی تحریر بمقابلہ ہندی اور دیگر ملکی زبانوں کے ایک شارٹ ہینڈ ہے۔ اور حروف اس طرح مرکب کئے جاتے ہیں۔ کہ تھوڑی سی جگہ میں بہت سی عبارت آ جاتی ہے۔

پانچویں خوبی یہ ہے۔ اور جو خصوصاً مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ کہ ان کو اردو زبان اور تحریر پر عبور کرنے کے بعد فارسی اور عربی کا پڑھنا اور سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر یہ زبان یا طرز تحریر بدل دیا جائے۔ اور ملک میں کسی دوسری زبان کا رواج ہو جائے۔ تو گویا تمام مذہبی اخلاقی تاریخی خصوصاً تمام اسلامی علوم پبلک کیلئے ایسے ہی مغلق ہو جائیں۔ جیسے آج کل سنسکرت کی کتابیں۔

66

**چھٹی خوبی** جیسے پہلے بیان ہو چکا یہ ہے۔ کہ سوائے موٹے خیالات اور معلومات کے ہندی کوئی لطیف جذبہ اور اعلےٰ علمی بات نہیں بیان کر سکتی ؞

**ساتویں خوبی** یہ ہے۔ کہ اُردو کی تحریر بہ نسبت ہندوستان کی دیگر زبانوں کے زیادہ غیر مشتبہ اور زیادہ اطمینان بخش ہے ؞

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہندی طرزِ تحریر اختیار کرنے سے بعض مفید علوم تو بالکل ہی تباہ ہو جائیں گے۔ مثلاً طبِ یونانی۔ اور اردو عروض و شاعری؎

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ بھاشا کو اگر عام ملکی زبان بنا لیا جائے تو اس میں یہ فائدہ ہے۔ کہ زبان تو اُردو ہی رہے گی۔ صرف طرزِ تحریر بدل جائے گی۔ اور یہ کوئی اتنا بڑا نقصان نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اُردو زبان اور اُردو طرزِ تحریر دونوں کی مثال جان اور جسم کی طرح ہے۔ جب زبان اُردو ہی رہے گی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس کی طرزِ تحریر بھی اردو ہی والی نہ رکھی جائے۔ جس نے زبان کے ساتھ ساتھ ترقی کی ہے۔ اور جو بطور اس کے قدرتی جسم کے ہے۔ اردو کو ہندی تحریر کا لباس پہنانا ایسا ہی ہے۔ جیسا انسان کی رُوح کو بیل کے جسم میں بند کر دیا جائے۔ یا کسی بڑے آدمی کے جسم پر ایک بچہ کا لباس چڑھانے کی کوشش کرنا ؞

اگر اُردو کو ہندی طرزِ تحریر کا لباس پہنایا گیا۔ تو وہ تمام اُردو الفاظ جن میں خ۔ غ۔ ز۔ ق۔ ظ۔ ض۔ ذ۔ ژ۔ ط۔ ص۔ ث۔ ع۔ ف۔ ح۔ وغیرہ حروف داخل ہیں۔ ان کو زبان سے خارج کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ حروف ہندی میں نہیں آتے۔ برخلاف اس کے اُردو میں [illegible] کا ہر لفظ شامل ہے۔ پس ہندی طرزِ تحریر اختیار کرتے ہی آدھی زبان اردو کے الفاظ تلف ہو جائیں گے۔ اور اُردو رومن کی طرح ہو جائے گی۔ اور جس طرح رومن نے باوجود کوشش بلیغ کے اب تک کوئی ترقی نہیں کی۔ اسی طرح اس اُردو بلباس ہندی کا حشر ہوگا۔ نیز ایک مصیبت یہ پڑے گی۔ کہ ماہرینِ علم لسان (فلالوجسٹ) کو الفاظ کے اصلی ماخذ تلاش کرنے میں بڑی دقت پیش آئے گی ؞

اُردو اس وقت بھی ایک زندہ اور ترقی کرتی ہوئی زبان ہے نئی نئی علمی اصطلاحات اور سائینٹفک خیالات کے لئے اس میں کم از کم چار طرف سے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ اول نئی عربی اصطلاحات جو شام اور مصر میں ایجاد ہوتی ہیں ؞

دوسرے نئی فارسی اصطلاحات۔ جو ایران میں گھڑی جاتی ہیں تیسرے انگریزی اصطلاحات جو براہِ راست اردو میں داخل کر لی جاتی ہیں چوتھے عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کے نئے اصطلاحی سکے ؞

غرض کم از کم تین زندہ زبانوں سے اس میں ہر وقت آمد کا راستہ کھلا ہے۔ مگر ہندی یا بھاشا میں اگر کوئی علمی لفظ آ سکتا ہے۔ تو صرف ایک زبان سنسکرت کا جو پہلے ہی مُردہ ہے (ڈاکٹر) میر محمد اسمٰعیل از سونی پت

---

## نظارت تعلیم و تربیت کا ضروری اعلان

وظیفہ کی درخواست کرنے والے تمام احباب کو اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ تمام وظائف جو نظارت ہذا کی طرف سے دئے جاتے منظور شدہ جاتے تھے وہ صرف ایک سال کے لئے ہوتے ہیں جو ہر سال ۳۰ اپریل کو بند ہو جاتے ہیں۔ آئندہ یکم مئی سے از سر نو وظائف تقسیم کئے جاتے ہیں۔ سابقہ م

---

# ولادتِ مسیح علیہ السّلام

اور

# "پیغامِ صلح" کے مذاکرۂ علمیہ کی کارفرمائیاں

(ایک معزز غیر احمدی مسلم کے قلم سے)

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی جانب سے ۲۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ء کے "پیغامِ صلح" میں ولادتِ مسیحؑ کے مضمون کی قسطِ ثانی شائع ہوئی۔ حسبِ عادت ڈاکٹر صاحب خود ہی سوال فرماتے ہیں:-

"اگر حضرت مسیحؑ کا باپ تھا۔ تو اس الزام کی کیا وجہ تھی۔ اور کہاں سے آیا ہے؟" جواباً آنجناب کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے:-

"کونسا الزام؟ اور کون کہاں سے آیا ہے؟ سوال کے الفاظ سمجھ میں نہیں آتے" وغیرہ وغیرہ ؞

اللہ اکبر۔ کیا شانِ استغنار اور تجاہلِ عارفانہ ہے۔ ایک ایسا الزام جو انیس سو اٹھائیس سال سے یہود متواتر لگاتے چلے آرہے ہیں۔ اور جس کا ذکر قرآن کریم نے تفصیلاً کر دیا ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:-

"کونسا الزام اور کون کہاں سے آیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آیا"

بعینہٖ یہ وہی معاملہ ہے۔ کہ آفتاب نصف النہار پر ہو۔ اس کی تمازت اور حدّت اپنے نقطہ کمال پر ہو۔ اور کوئی تندرست شخص دانستہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر پوچھے۔ بھائی ذرا بتانا۔ کہ رات کس قدر گذر چکی ہے۔ بڑی اندھیری رات ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ اسے اگر تجاہلِ عارفانہ کہیں تو بالکل حقیقت نفس الامری ہے۔ کون نہیں جانتا۔ یہود نے حضرت مریم عفیفہ پر معاذ اللہ بدکاری کا الزام لگایا تھا۔ حضرت مریم نے زمین پر ہی بلا مسِ بشر بچہ جنا تھا۔ اہلِ قوم اپنی آنکھوں سے سب حالات کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اپنے کانوں سے جملہ باتیں سنتے تھے۔ وہ کسی معترض کی طرح مقالہ نگاری کے ایچوں پیچوں سے بالکل ناواقف تھے۔ انھوں نے جو کچھ دیکھا۔ اسی کے مطابق سوال کیا۔ انجیل نے اس پر شہادت دی۔ قرآن نے اس کی گواہی دی۔ نیز قریبی زمانہ میں یہ سارے واقعات قلم بند اور محفوظ کر لئے گئے۔ اس لئے کسی مشکک فی الدین کا استعجاب باوجود علم و عقل کی فراوانی کے موجبِ حیرت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس طرز کے خود ساختہ سوالات سے محض واقعہ کی اہمیت اور عظمت کو گھٹانا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

### الزام کا اقرار بھی ہے

خدا کا شکر ہے۔ آگے چل کر آپ الزام لگنے کا اقرار بھی کر لیتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

"کیا شوہر والی عورتوں پر الزام نہیں لگا کرتا۔ اور ہمیشہ کنواری لڑکیوں پر ہی الزام لگا کرتا ہے!" . . . . . . . (نیز) "حضرت مریم پر بھی شریر لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا۔ قرآن نے اُمّہ صدیقہ کہکر اس الزام سے حضرت مریم کی بڑے زور سے بریت کی ہے۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ الزام ناپاک یہود نے اس وقت لگایا ہے۔ جب حضرت مریم یوسف نجار کی بی بی بن چکی تھیں"

العیاذ باللہ! کس قدر صریح غلط بیانی ہے۔ پہلے ذرا انجیل کا مطالعہ کیجئے۔ متی (۱: ۱۸ لغایت ۱: ۲۳) گو طوالت کا خوف ہے ضرور ہے۔ لیکن اس عبارت کا نقل کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو یہ ہے:-

"اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی۔ کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی۔ تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا۔ اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چپکے سے اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا۔ کہ خداوند کے فرشتے نے اُسے خواب میں دکھائی دے کر کہا۔ اے یوسف ابن داؤد۔ اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر۔ کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے۔ وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ وہ بیٹا جنے گی۔ اور تو اُس کا نام یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ خدا ہمارے ساتھ"

انجیل کے اس حوالہ میں جس نبی علیہ السلام کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے لئے تورات کی کتاب یشعیاہ ۷: ۱۴ کو ملاحظہ کیجئے۔ یہ ہے وہ حقیقتِ کبریٰ جسے مستور اور مکتوم کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب کو اس قدر اضطراب اور تشویش لاحق ہے۔ قرآن شریف نے بجمال و بتمام اس کی تصدیق فرمائی۔ اور فرمایا۔ مریمؑ یعنی والدہ مسیح علیہ السّلام صدیقہ تھیں۔ یعنی بہت سچ بولنے والی عورت۔ انھوں نے ہرگز خیانت اور بدکاری (معاذ اللہ) سے کسی بشر کے ساتھ مس نہیں کیا ؞

### جناب مرزا صاحب کا بیان

جناب مرزا صاحب نے اس حقیقتِ صادقہ کی تصدیق میں تحریر فرمایا۔ دیکھو۔ مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۷۔ ترجمہ:-

"معترضین یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ عیسےٰ علیہ السّلام اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوئے ایسے لوگ جہالت اور کم علمی سے اصل حقیقت کو نہیں

سمجھتے۔ محقق امر یہ ہے۔ کہ مریمؑ صدیقہ نکاح سے پہلے ہی حاملہ ہو گئیں"۔

ڈاکٹر صاحب اپنے مرشد جناب مرزا صاحب کو اپنے ساتھ ہمنوا بنانے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ اور ان کے اس عقیدہ کو نکاتِ ذوق و وجدان سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہلے مضامین زیر نظر میں تو بالکلیہ حضرت مرشد کو بلا پدر ولادت کے مخالف بتایا تھا۔ لیکن بعد میں جب آنجناب کی تحریرات اس باب میں بالتفصیل نظر سے گذریں۔ تو ذوق و وجدان کے نامعقول عذرات کی پناہ ڈھونڈنی چاہی۔ لیکن حق حق ہے۔ اور باطل باطل۔ حق امر کو کوئی کیا معدوم کرے گا۔ حق کا آہنی گرز ہمیشہ سے باطل کے سر کو توڑتا چلا آیا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے۔ اس میں شک کرنا بے دینی ہے۔

## دروغ بافی کی کارگاہِ معلّیٰ

اب ایک اور بات بھی لیجئے۔ ڈاکٹر صاحب آگے چلکر فرماتے ہیں:۔

"ظاہر ہے۔ کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو جو حاملہ ہو۔ اپنے گھر نہیں لا سکتا۔ جب تک اُسے یہ تسلی نہ ہو جائے۔ کہ اُس کی بیوی خود اسی سے حاملہ ہوئی ہے۔ فرشتہ کا خواب میں یہ کہنا۔ کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے۔ یہی مطلب رکھتا ہے۔ کہ اس کا حمل جائز ہے۔ اور اس میں ایک پاکیزہ روح ہے۔ اور شریر لوگوں کے الزامات غلط ہیں"۔

اللہ اکبر۔ آخر واقعات آفرینی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ افسانہ گو کہانیاں تصنیف کر لیتے ہیں۔ مگر حق گو کے لباس میں شائد ہی اس سے بڑھکر کسی کارگاہ سے دروغ بافی کا ثبوت ملا ہوگا۔ انجیل میں صاف لکھا ہے اور ہم اوپر متعلق عبارت کو متی کی انجیل سے نقل کر آئے ہیں۔ یعنی "تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی"۔ مرد اور عورت کے اکٹھے ہونے سے کیا مراد ہے؟ خدا کے نام پر کوئی دوسرا مغربی فلسفہ نواز ہی اس کا مطلب سمجھا دے۔ کیا اس کا یہ صاف مطلب نہیں۔ کہ یوسف نے اس وقت تک مریم صدیقہ کو مس نہیں کیا تھا۔ اب یہ امر کہ کیوں یوسف متردد الحال ہوا تو اس کا سبب بھی خود ہی انجیل نے بتا دیا۔ یعنی یہ کہ خدا کا فرشتہ یوسف پر ظاہر ہوا۔ اور اس کا بکلی اطمینان کر دیا۔ کہ یہ حمل خداوند کی قدرتِ مجردہ سے ہے۔ یوسف راست باز اور صالح انسان تھا۔ وُہ فوراً مطمئن ہو گیا۔

## شک کس بات کا ہے؟

قرآن شریف نے انجیل کے بعد نازل ہو کر اپنی حقانی شہادت سے اس واقعہ پر مہر تصدیق لگا دی۔ اور بتایا۔ کہ مریم صدیقہ پر خدا کا فرشتہ نازل ہوا۔ اور اس کو ایک پاکیزہ اور پاکباز بیٹے کی نوید سنائی۔ مریم عفیفہ مضطرب الحال ہو گئیں۔ اس لئے کہ وہ جانتی تھیں۔ کنواری کو بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ نے خدا کے فرشتہ سے یہی سوال کیا۔ کہ میرے ہاں بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں نے تو بشر کو مس تک نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں کبھی بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ روح القدس سے حاملہ ہونے کا مطلب یہی ہے۔ کہ اس کا حمل جائز ہے۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ حمل جائز تھا۔ کیا محض خدا کی قدرت سے حمل کا ٹھیر جانا ناجائز ہوا کرتا ہے؟ لیکن کسی کے اس تردد اور شک کو کس طرح دُور کیا جائے۔ کہ خدا کی قدرت سے مریم صدیقہ حاملہ نہ ہوئی تھیں۔ بلکہ نعوذ باللہ یوسف کے نطفہ سے ان کو حمل ٹھیرا تھا۔ یہی شبہ یہود کو لاحق ہوا تھا۔ اور یہی شک آج بھی مشککین کے دلوں میں قائم ہے۔

## ڈاکٹر صاحب کا مزید اطمینان

ڈاکٹر صاحب نے اسی مقام پر اپنی تائید میں متی کی انجیل کے باب ۱ آیت ۲۴ کا بھی حوالہ دیا ہے۔ خدارا اس آیت پر ہی نظر ڈالنے کی زحمت گوارا فرمایئے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا۔ جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے حکم دیا تھا۔ اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا اور۔ اس کو نہ جانا جب تک وُہ بیٹا نہ جنی۔ اور اُس کا نام یسوع رکھا"۔

یہی وُہ آیت ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ ہم نے عبارت کے جس حصّہ کے نیچے خط کھینچا ہے۔ خدارا اس کو مکرر پڑھیے۔ یوسف کا اپنی بیوی کو وضع حمل تک نہ جاننا ایک زبردست شہادت اس بات پر ہے۔ کہ مریم صدیقہ کو اپنے گھر میں لانے سے قبل بھی وہ دونوں آپس میں نہ ملے تھے۔ بے وقوف سے بے وقوف انسان بھی اس کا مطلب یہی سمجھے گا۔ پھر غضب ہے۔ ایک تعلیم یافتہ انسان کس طرح سے حقیقت کو چھپانے کی کوشش میں منہمک ہے۔

## واقعاتِ صحیحہ

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔ قرآن اور انجیل میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں۔ کہ یہود نے مریم کو کہا۔ کہ یہ بچہ کہاں سے لے آئی۔ آپ ان باتوں کو فرضی اور من گھڑت افسانے قرار دیتے ہیں۔ گویا آپ کے نزدیک آپ کے حضرت مرشد جناب مرزا صاحب بھی فرضی اور من گھڑت افسانوں کے معتقد تھے (معاذ اللہ)۔

ڈاکٹر صاحب کی نظر کو درحقیقت ڈارون تھیوری کھا گئی ہے۔ آپ ہر ایسی چیز کو فرضی اور جعلی قرار دیں گے۔ جسے فلسفۂ مغرب تسلیم نہ کرتا ہو۔ قرآن گویا آپ کے نزدیک (معاذ اللہ) فلسفۂ جدیدہ کی ہم نوائی کا نام ہے۔ بہرکیف ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم قرآن مجید سے اس واقعہ پر روشنی ڈالیں۔ کسی کو ہدایت دینا اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے۔ قرآن کریم کے واقعاتِ صحیحہ کو فرضی اور جعلی افسانے قرار دینا بے باکی ہے۔ خدا ہی ہے۔ جو اس نوزائیدہ فتنہ کو دبا سکتا ہے۔

## انجیل پر ایک نظر

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"فاتت بہ قومھا تحملہ۔ تحملہ کے معنی صرف گود میں اٹھانے کے نہیں ہوتے۔ بلکہ کسی سواری پر سوار کرنے کے بھی ہوتے ہیں"۔

یہ درست ہے۔ لیکن سیاق و سباق پر نظر کرنا لازمی ہے خود انجیل کے اندر سخت اختلاف ہے۔ متی اور لوقا کی روایات ایک دوسرے کے مخالف واقع ہوئی ہیں۔ لوقا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے تعلیم دینے کا زمانہ بارہ سال کی عمر کو معیّن کیا ہے۔ لوقا کے باب ۲ سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح علیہ السّلام کو جس وقت ان کی والدہ ہیکل میں لائیں۔ وُہ ابھی بچہ ہی تھا۔ شمعون کا ہیکل میں مسیح علیہ السلام کو گود میں لے کر اپنے لئے برکت ڈھونڈنا بے معنی تھیں۔ لوقا سے یہ بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو ان کی والدہ بچپن اور لڑکپن میں ہیکل کے اندر لایا کرتی تھیں۔ ہم صرف انہی روایات کو قابل التفات تصوّر کر سکتے ہیں۔ جو قرآن کے مطابق ہوں گی۔

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حاملہ ہونے کے ساتھ ہی حضرت مریمؑ کسی علیٰحدہ جگہ جو کسی قدر فاصلہ پر تھی۔ چلی گئیں۔ فانتبذت بہ مکانا قصیا سے ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ انتقال مکانی کی وجہ لوگوں کے شور و شر سے محفوظ رہنا تھا۔ کتب سابقہ یعنی تورات و انجیل بے شک آسمانی کتابیں ہیں۔ ان میں ضرور تحریف بھی ہوئی ہے لیکن ان کی ہر بات بدل نہیں چکی۔ وہ واقعات جن کے متعلق کسی پہلی کتاب میں تناقض صریح ہوگا۔ صرف اس بیان کو صحیح تسلیم کریں گے۔ جو قرآن کے مطابق ہوگا۔

## حضرت مریم صدیقہ کا تعجب!

تحملہ کی بحث کو دُوسرے موقعہ کے لئے رکھ کر ہم اس جگہ یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مریم صدیقہ کا تعجب کیوں اور کس بات پر مبنی تھا۔ خدا کے فرشتہ نے جب نازل ہو کر حضرت مریم صدیقہ کو بیٹے کی بشارت دی۔ تو آپ نے سوال کیا۔ کہ میرے ہاں بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں نے تو کسی بشر کے ساتھ مس نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں بدکار ہوں (سورۂ مریم) جواب میں کہا گیا۔ کہ اسی طرح ہو جائے گا۔ اور یہ امر خدا پر آسان ہے۔ اور یہ قضاء و قدر کا فیصلہ شدہ امر ہے۔

مریم صدیقہ کے جواب میں کذالک کا لفظ وارد ہوا ہے جس کے معنی ہیں۔ "اس طرح"۔ "اس کی مانند"۔ "اسی طرح"۔ "اسی حال میں"۔ (فارسی میں) "چنین و چناں"۔ قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے۔ فرشتہ کی بشارت کا مطلب ہی یہ تھا۔ کہ:۔ مریم صدیقہ کو بغیر مسِ بشر بیٹا پیدا ہوگا۔ مریم صدیقہ نے عام قانونِ ولادت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مزید سوالات کئے۔ اور بغیر شوہر کے بیٹا جننے پر تعجب کیا۔ ورنہ اگر خاوند کے نطفہ سے ہی بچہ پیدا ہونا ہوتا۔ تو تعجب کرنے کا کونسا مقام تھا۔ لڑکیاں بیاہی جایا ہی کرتی ہیں۔ اور اُن کے شوہروں سے اکثر اُن کو اولاد ہوا ہی کرتی ہے انجیل لوقا کی روایات اس بارے میں مقابلۃً زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ عمران کی بیوی یعنی مریم کی والدہ نے جو دُعا پروردگار کی جناب میں کی تھی۔ اس کو ذرا قرآن سے سُن لیجئے۔

## حضرت مریم کی ولادت سے قبل

والدۂ صادقہ مریم صدیقہ نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ معلّیٰ میں دُعا کی:۔

"اے میرے رب۔ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ میں نے اس کو آزاد کر کے تیری نذر کیا۔ تو اس کو مجھ سے قبول فرما تحقیق تو سننے والا اور جاننے والا ہے"۔ حضرت مریم صدیقہ کی ولادت کے بعد یہ دعا مانگی:

"اور تحقیق میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ اور تحقیق میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں"۔ (آل عمران)

یہ دعائیں اللہ کریم نے منظور فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد باری عزاسمہٗ اس طرح ہوتا ہے۔ فتقبلها ربها بقبولٍ حسنٍ۔ یعنی اس کے رب نے اس کو اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمایا (آل عمران) اس سے معلوم ہوا۔ کہ دو دعائیں کی گئیں جو بر درد منظور ہوئیں۔ معترضین اس جگہ یہ زور دیتے ہیں کہ ان دعاؤں میں اولاد کا ذکر ہے۔ پس ضرور تھا۔ کہ منظوری کے مطابق مریم کو اولاد ہوتی اولاد ہونے سے ہمیں بھی ہرگز انکار نہیں مسیح علیہ السلام مریم کی اولاد ہی تھے۔ اگر عمیق نظر اور غور سے تدبر کیا جائے۔ تو مذکورہ دعاؤں کی قبولیت کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت مریم کو بغیر مس بشر اولاد طیبہ قدرت خداوندی سے مرحمت ہوتی۔ کیونکہ ایک جانب تو محررًا کی شرط ہے۔ اور دوسری جانب اولاد کی تمنا ہے کسی محررہ کے لئے قطعی سادنہ رہنے کا لزوم یقینی اور لاینفک ہے سادنہ سے مراد یہ کہ وہ شوہر سے مس نہ کرے۔ اب اولاد ہو تو کیسے۔ بقول ظواہر پرستان بغیر شوہر کے اولاد ہو ہی نہیں سکتی۔ اور بقول قرآن پاک یہ امر قادر مطلق کے بس کی بات ہے۔ اور قضاء و قدر میں شامل ہے پس دعاؤں کو قبول کرنے والے خدا نے ایک کنواری کو اپنی قدرت مجردہ سے بغیر نطفہ بشری کی آمیزش کے بیٹا عنائت فرمایا۔ اس کی قدرت کا یہ نشان روز ازل سے مقدر تھا۔ اور اس مولود سعید کی جلیل الشان ولادت سے صدہا سال پہلے خدا کا ایک برگزیدہ نبی الہامی نوشتوں کے ذریعہ یہ خبر دے چکا تھا زمین و آسمان ٹل جاتے۔ پر آسمان اور زمین کے خدا کی بات ہرگز ٹل نہ سکتی تھی۔ کسی نے سچ فرمایا۔

اے قطرۂ منی سر بیچارگی بنہ

وہ قادر توانا جو منی کے حقیر قطرہ اور ماء مہین کی رذیل بوند سے احسن المخلوقات بشر کو پیدا فرماسکتا ہے۔ کیا وہ اپنے مجرد پاک کلمہ سے کسی کنواری کو بچہ کی نعمت سے مشرف نہیں فرماسکتا تھا؟ کسی کو جبرًا منوانا ہمارا کام نہیں۔ ہاں سعیدوں کے لئے یہ ایک مبارک نشان ہے۔ وباللہ التوفیق۔

## مریم صدیقہ کا اضطرار

قرآن پاک قصوں اور کہانیوں کی کتاب نہیں۔ اقوام عالم کی تاریخ نہیں۔ کسی مردانہ یا زنانہ میڈیکل کالج کا درسی کورس نہیں۔ مڈوائفری کا دستور العمل نہیں۔ کسی زچہ خانہ کا روزنامچہ نہیں۔ یہ قاطعۃ اور کاملۃ کتاب الذکر والتذکیر ہے۔ اس میں کوئی واقعہ اظہار واقعہ کے لئے درج نہیں ہوا۔ بلکہ ہر واقعہ کے اندر عظیم الشان حقائق کی تعقین مضمر ہے سب کو معلوم ہے جننے کے وقت عورتوں کو دردِ زہ ہوا ہی کرتا ہے اور جننے والیاں اکثر واویلا کیا ہی کرتی ہیں۔ انبیاء کی بیویوں کو بھی دردِ زہ ضرور ہوا۔ مستورات میں امہات المومنین بھی شامل ہیں۔ لیکن قرآن نے خاص مریم کے دردِ زہ اور واویلا کا ذکر کیوں کیا۔ یہ بلا وجہ نہیں۔ اس واقعہ کو پہلے قرآن ہی سے سن لیجئے۔ ترجمہ:۔ پس کھجور کی جڑ کے قریب اس کو (مریم کو) دردِ زہ ہوا۔ بولی کاش میں اس (حالت) سے پہلے مرجاتی۔ اور میں فراموش ہو چکی ہوتی۔ (مریم)

## ذکر سے مقصد

اس کے ذکر سے مقصد یہ تھا۔ کہ مریم صدیقہ کی حالت اضطرار اور اضطرار کو ظاہر کیا جائے یقین تو انہیں پہلے بھی تھا۔ کہ مجھے بغیر مس بشر حمل ہوا ہے۔ اور مجھے ایک بیٹا عنائت ہوگا۔ لیکن ڈر انہیں اپنی قوم کا تھا۔ جس کے درمیان انہیں رہنا تھا۔ اضطرار کی حالت ان پر اس لئے غالب ہوئی۔ کہ وہ جانتی تھیں۔ میرے ہاں بچہ کا پیدا ہونا عام قانون پیدائش سے جداگانہ ہے۔ لوگ کیا سوء کرینگے۔ اور میں کیا بتاؤں گی۔ کہ بغیر شوہر کے مجھے بچہ کیونکر پیدا ہوگیا۔ عورتیں بہت ہی کمزور واقع ہوئی ہیں۔ فطرت تو بدل نہیں سکتی۔ اُم موسیٰ کے اضطراب کی کیفیت قرآن میں آپ پڑھ ہی چکے ہونگے۔ اسی لئے کہا۔ اے کاش کہ میں اس سے پہلے ہی مر کر فراموش ہو چکی ہوتی اگر مریم صدیقہ کا بقول ڈاکٹر صاحب شوہر تھا (معاذ اللہ) تو انہیں اس آہ و فغان کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔ کیا اولاد ہونے پر مائیں (اپنی) ہو جایا کرتی ہیں۔ اور پھر ایسی ماں جسے پاکیزہ نبی اور رسول بیٹے کی نوید حمل سے پہلے ہی سنائی جا چکی ہو۔ غرض یہ صرف دردِ زہ کی تکلیف نہ تھی جو مریم کو بے چین کئے ہوئے تھی بلکہ یہ وہ (بزعمش) دردناک کیفیت تھی۔ جو وضع حمل کے بعد ان کے پیش نظر تھی۔ یہ رسوائی کا خوف تھا۔ جو صدیقہ کو مضطرب الحال بنا رہا تھا۔

## خدائے تعالیٰ کی آیت خاصہ

اللہ تعالےٰ نے ولادتِ مسیح علیہ السلام کے ذکر میں اس کو اپنی رحمت کا خاص نشان مقرر فرمایا ہے۔ اس ولادت مملو بالسعادت سے یہ بھی مراد تھی کہ اس نے کس طرح اپنی وفا شعار بندی کی دعا کو سنا اور کس طرح اپنی رحمت سے اس کو قبولیت کا جامہ پہنایا۔ تاکہ ابد الآباد تک کے لئے یہ ایک نشان اور تذکرہ متقین کے لئے باقی رہے ہاں یہ سچ ہے۔ کہ مانتے وہی ہیں جن کے قلوب خوش اسلوب دولت ایمان سے آراستہ ہوں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ؕ آمین۔ والسلام مع الاکرام ؕ

# ”الفضل“ کی روانگی کے متعلق

قادیان میں یکم اپریل سے دو دفعہ ڈاک آتی جاتی ہے پہلی ڈلوری (تقسیم) ۱۱½ بجے اور روانگی ۱۲ بجے دوسری ڈلوری ۳½ بجے اور ڈسپیچ ۵ بجے۔ الفضل نمبر ۷۷ مورخہ ۲ اپریل۔ سوموار ۵½ بجے کی ڈاک سے روانہ کیا ہے۔ جہلم۔ پشاور۔ نوشہرہ اور ادہر دہلی۔ سہارنپور۔ لکھنؤ کے احباب مہربانی فرماکر بتائیں۔ کہ یہ پرچہ نمبر ۷۷ انہیں اسی وقت اسی روز ملا ہے۔ جس پر پہلے پہنچا کرتا تھا۔ یا کچھ تبدیلی معلوم ہوئی ہے میں اس لئے دریافت کر رہا ہوں۔ کہ بعض دوستوں نے مجھے بتایا ہے۔ کہ اخبار اگر کلکتہ میل سے لکھنؤ کی جانب نہیں جائیگا۔ تو بجائے دوسرے دن کے ہمیں تیسرے دن ملا کریگا۔ سو اگر اکثر احباب کو اخبار پہلے وقت سے بعد میں ملے۔ تو الفضل پہلی ڈاک سے روانہ ہوا کرے۔ جو یہاں سے ۱۲ بجے دوپہر جاتی ہے۔ اور جو بٹالہ پانچ بجے عصر تک رکی رہتی ہے۔ دوسری ڈاک شام سے الفضل بھیجنے میں یہ فائدہ بھی ہے۔ کہ گو اس بارے میں ہمیں بہت سی دقتیں پیش آنے کا احتمال قوی ہے۔ مگر ایک روز پہلے پرچہ نہیں چھپوایا جائیگا بلکہ جس روز بھیجے گا اسی روز روانہ ہو سکے گا۔ (مہتمم طبع واشاعت قادیان)

# حضرت امام کی آواز پر لبیک
# ”الفضل“ کے نئے خریدار

ماہ مارچ میں جن احباب نے الفضل کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا۔ انکے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں امید ہے دوسرے احباب بھی (اپنی) جلد سے جلد ہمیں شکریہ کا موقعہ دینگے (مہتمم طبع واشاعت)

| نام | مقام | تعداد |
|---|---|---|
| بابو محمد اکبر خان صاحب | ڈیرہ غازی خان | ۴ خریدار |
| سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب | سکندر آباد | ۳ 〃 |
| ڈاکٹر محمد بخش صاحب | کراچی | ۳ 〃 |
| منشی قائم علی صاحب | دنیا پور | ۳ 〃 |
| بابو محمد شفیع صاحب سٹڈ کلرک | نوشہرہ کنٹ | ۲ 〃 |
| منشی جلال الدین صاحب | اودھم پور | ۲ 〃 |
| محمد یوسف صاحب | اوکاڑہ | ۲ 〃 |
| غلام حسین صاحب | قادر آباد | ۲ 〃 |
| ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر | اوچ | ۲ 〃 |
| ڈاکٹر محمد حنیف صاحب | کبیر والہ | ۲ 〃 |
| محمد افضل صاحب کلرک | راولپنڈی | یک خریدار |
| ڈاکٹر محمد انور صاحب | کھاریاں | 〃 〃 |
| محمد افضل خان صاحب | ڈیرہ اسمٰعیل خان | 〃 〃 |
| ڈاکٹر بشیر احمد صاحب | دریا خان | 〃 〃 |
| اہلیہ سید غلام حسین صاحب | منٹگمری | 〃 〃 |
| کریم اللہ صاحب | سنام | 〃 〃 |
| مولوی صدر الدین صاحب | کوہاٹ | 〃 〃 |
| محمد عبد الوحید صاحب | لدھیانہ | 〃 〃 |
| محی الدین خان صاحب | کرنول | 〃 〃 |
| عبد العزیز صاحب | چار پاڑہ ڈولہ | 〃 〃 |
| محمد اسماعیل صاحب | ظفروال | 〃 〃 |
| مولوی محمد اسماعیل صاحب | قادیان | 〃 〃 |
| فیض احمد صاحب بھٹی کاتب الفضل | قادیان | 〃 〃 |
| شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر | قادیان | 〃 〃 |
| راجہ علی محمد صاحب۔ ای۔ اے۔ سی | میانوالی | 〃 〃 |
| شریف احمد صاحب | مادھو گنج | 〃 〃 |
| عبد الرحیم صاحب | ناگپور | 〃 〃 |
| ملک عبد اللہ صاحب | قادیان | 〃 〃 |
| غلام احمد صاحب | کریام | 〃 〃 |
| ظہور احمد شاہ صاحب کالجیٹ | لاہور | 〃 〃 |
| عبد الرحمن ابن قائم علی صاحب | لاہور | 〃 〃 |
| چوہدری غلام احمد صاحب | سیالکوٹ | 〃 〃 |
| حسین بخش صاحب پٹواری | نواں لاہور | ۵ |
| | | کل ۵۲ |

تجارت میں نفع بھی ہوتا ہے۔ اور نقصان بھی۔ اور بعض اوقات نفع اور نقصان ایسے اسباب کے ماتحت ہوتا ہے۔ جن پر انسان کا کچھ اختیار نہیں ہوتا اس لئے تاجر کو پوری محنت اور کوشش کے باوجود خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا کے فضل وکرم کا امیدوار رہنا پڑتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے سُود کو حرام اور تجارت کو حلال اسی لئے کیا گیا ہے۔ کہ سود خواری سے دل خدا سے غافل ہوتا۔ اور تجارت سے دل خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ وہ تجارت سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رکھے۔ اور اگر دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے خود کوئی تجارت نہ کرسکتا ہو۔ تو مشترکہ تجارتوں میں اپنا روپیہ لگائے۔ خصوصاً ایسی تجارتوں میں جن سے مالی منفعت کے علاوہ قومی نفع کی بھی امید ہو۔ دہلی میں مشترکہ سرمایہ کی ایک لمیٹڈ تجارتی کمپنی ترقی وحفاظت اُردو اور اشاعت وطباعت کتب وغیرہ کا کاروبار کرنے کے لئے دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ اور عنقریب اپنا تجارتی کاروبار شروع کرنے والی ہے۔ میں ان سب مسلمانوں سے جو کم از کم دس روپیہ کسی مفید مشترکہ تجارت میں لگا سکتے ہیں۔ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ مذکورہ بالا کمپنی کے کاغذات وقواعد فوراً مجھ سے منگالیں۔ اور ان کو خوب غور سے پڑھنے اور اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں۔ تو حسب مقدرت سرمایہ لگا کر اس کمپنی میں شریک ہو جائیں۔

آپ کا بہی خواہ:۔
**مینیجنگ ڈائرکٹر دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی**

---

## ناظرین کرام نوٹ کرلیں!!

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیر آباد (پنجاب) کا تیار کردہ

# ”عرقِ طحال“

تلی لپھ طحال تاپ تلی کیلئے بہترین علاج ہے

(قیمت فی شیشی ایک روپیہ علاوہ محصول)

---

## مُفت!!

سنہ ۱۹۲۹ء کا رنگین کیلنڈر۔ آپ کا حلفیہ وعدہ آنے پر جو اشتہارات اسکے ساتھ بھیجے جاوینگے۔ آپ ان کو بڑی احتیاط اور کوشش سے اپنے علاقہ کی دکانوں پر چسپاں کرادینگے۔ بالکل مُفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر
حافظ غلام رسول میڈیکل ہال
وزیر آباد۔ (پنجاب)

---

# قادیان میں مکان بنائیے

## بارونق زمین ہم سے لیجئے

اب قادیان میں خدا کے وعدوں کے مطابق ریلوے لائن جاری ہوگئی ہے ۱۱ر جنوری کے الفضل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو خوابیں چھپی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وقت اب چلا آرہا ہے کہ قادیان کی زمین کی قیمت بہت بڑھ جائیگی۔ پر نہ خریدنیوالوں کو سوائے افسوس کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ ہمارے پاس چند قطعات اراضی بورڈنگ ہائی سکول کے عقب میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہاکی گراؤنڈ کے جانب مغرب اور صدر انجمن کی کوٹھی کے شمال جنوب میں واقع ہیں۔ مسجد نور سے صرف دو منٹ کا راستہ ہے۔ سڑک دونو طرف موجود ہے۔ قیمت فی مرلہ عسہ۔ قیمت نقد یا باقساط وصول کی جائے گی۔

پتہ ذیل سے خط وکتابت کریں

غلام محی الدین وفضل خالق احمدی باتم نما نمبر کھیلوں امرتسر

---

# بہترین مشین سیویاں (نو ایجاد)

نکل پلیٹڈ۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور با افراط کام دینے والی

**اس سے بہتر مشین سیویاں دنیا بھر میں نہ مل سکیگی**

مختصر پرزے — تھوڑا وزن

چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے

موٹی و باریک دو چھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ

قیمت سائز کلاں ۲۔ انچ قطر عہ سائز خورد ۱½ انچ قطر عسہ

محصول ڈاک علاوہ

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

---

# ضرورت ہے

ایسے مڈل وانٹرنس پاس کی جو کہ ٹیلیگراف واسٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے ومحکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

# اگر آپ اپنی تجارت

کو

ممالک متوسط۔ برار اور سنٹرل انڈیا

(ریاست بھوپال گوالیار اندور وغیرہ)

میں

ترقی دینا چاہتے ہیں۔ تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

(اس علاقہ میں ہمارے ایجنٹ باقاعدہ پھرتے رہتے ہیں)

## سی۔ پی۔ اسٹورز صدر بازار۔ ناگپور

---

# ریلوے سٹیشن سے قریب

محلہ دارالفضل میں آبادی کے اندر باموقعہ سٹیشن سے قریب ایک کنال زمین برائے مکان قابل فروخت ہے۔ قیمت کا تصفیہ چودہری اللہ بخش مستری زیر مہند پریس امرتسر سے بذریعہ خط و کتابت ہو۔

---

# چراغ زندگی کیا ہے؟ آنکھیں

ناک۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سب کو ان کی رفاقت کی ضرورت ہے کیوں؟ اس لئے کہ انہیں کوئی نقص ہو۔ تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے انکے بغیر نہ خوبصورتی قائم نہ انسان چل پھر سکے۔ نہ کوئی اور کام ہو سکے۔ مگر کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر معمولی سرے ڈالکر ان کو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کرلو۔ کوئی سرمہ نہ برتو۔ آپکے تجربہ کیلئے ہم ... اپڑیاں سرمہ اکسیری کی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ آدھ آنے کا ٹکٹ بھیج کر مفت نمونہ جلد طلب کریں نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا۔ قیمت فی تولہ (عہ)

## ناصر برادرس محلہ دار الفضل قادیان

---

پشاور اور بخارا کے مشہور

# خصوصی تحائف

[illegible] پشاوری لنگیاں و ہر ایک رنگ و ڈیزائن کے [illegible] ہر ایک قسم کے [illegible] و بخاری رومال ہر ایک قسم کے [illegible] ستارہ کے پشاوری کلاہ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا ناپسندی پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی

المشتہر ان

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل جنرل مرچنٹس [illegible] پشاور

---

# غور سے پڑھئے

## آپ کے فائدہ کی بات ہے!

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا کمی خون کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کے لئے تریاق موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفےٰ خون اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کے لئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جائے اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے۔

قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

**بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے**

اس کے استعمال سے ماہواری خرابی اور قلت خون۔ درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں تو آپ ایسا کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کرکے کہ ہم موجد "عرق نور" کو مبلغ اسّی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کر دیں گے۔ کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ بھیج دیں۔ تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کر دینگے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑے گا۔

نقد قیمت ۸ ۴ خوراک دوائی بمعہ شافہ قیمت للعہ

**دردِ شقیقہ:۔** ایک منٹ میں آرام قیمت (عہ) شیشی ایک اونس

**دردِ گردہ:۔** پندرہ منٹ میں آرام قیمت ایک تولہ دو روپے (عۃ) خوراک ایک ماشہ

**درد عصابہ یا سیل:۔** دو منٹ میں آرام قیمت دو روپیہ (عۃ) شیشی دو اونس بمعہ ۱۰ عدد گولیاں

**بواسیر خونی:۔** ہر سہ قسم (دوائی خوردنی اور لگانیکی) ۳ سے ۵ تک مطابق مریض

ملنے کا پتہ

## ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر

## انڈیا اینڈ افریقہ۔ قادیان پنجاب

---

# حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے، تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا ضرور استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ (مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولینا مولوی نور الدین صاحب طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں یہ گود بھری بیمثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی تولہ عہ ۔ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

# مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔

قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲ر)

# سرمہ نور العین

اس کے اجزا سوتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار جالا ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے آنکھوں کے لیس دار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گل۔ مسڑی پلکوں کو تندرستی دینا پلکوں کے گرے ہوئے بال از سرنو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپے (عا)

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان دواخانہ معین الصحت قادیان

# ہندوستان کی خبریں

سرگودھا۔ ۲ اپریل۔ آج سکھ کانفرنس میں قرار پایا:۔ چونکہ نہرو رپورٹ سکھوں کے حقوق پر ایک ضرب کاری ہے۔ اس لئے اس کا انسداد ناگزیر ہے ×

لاہور۔ ۲- اپریل۔ آج مسٹر ہیرس مالک نیڈو ہوٹل لاہور کی لڑکی کے ساتھ پیر کرم شاہ کی شادی ہوئی۔ پیر صاحب وہی مسلمان فقیر ہیں جنھیں پچھلے دنوں اس ہجوم نے پریشان کیا تھا۔ جو لالہ لاجپت رائے کی ارتھی کے ساتھ شمشان بھومی تک گیا تھا۔ مسٹر ہیرس نے دس ہزار روپیہ جہیز میں دیا ہے۔ پیر صاحب نے دس ہزار روپیہ مہر کے طور پر اور اسی قدر قیمت کا زیور دلہن کو دیا ہے۔ شادی کی تقریب میں بہت سے معززین شامل ہوئے ×

جدید دہلی۔ ۲ اپریل۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرارداد کے مطابق ۸ ارکان کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا ہے۔ اس بورڈ میں سر عبدالقادر۔ سر ابراہیم رحمت اللہ۔ علی برادران۔ سر محمد شفیع۔ اور مولوی محمد شفیع داؤدی بھی شامل ہیں۔ یہ بورڈ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کی قراردادوں پر عملدرآمد کرائے گا ×

قندھار سے ایک سرکاری عہدیدار حال ہی میں کسی کام کے لئے پشاور آیا ہے۔ اس کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اس وقت شاہ امان اللہ خاں کے پاس ۴۰ ہزار جرار سپاہ موجود ہے۔ اور سامان رسد بھی اس قدر کافی ہے۔ کہ چھ ماہ تک مسلسل جنگ کے لئے کافی ہوگا۔ اہل قندھار میں بے حد جوش و خروش پھیلا ہوا ہے۔ اور امان اللہ خان کے حق میں حالات بہت امید افزا ہیں۔ قلات غلزئی میں ابھی ۳۰ ہزار جوان جمع ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ نے جرمنی سے ۳۰ بڑے ہوائی جہاز خرید کئے ہیں۔ جو ہرات پہونچ گئے ہیں ×

جدید دہلی ۲- اپریل۔ گرمی کے پڑنے سے افغانستان میں برف کا پگھلنا شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے شاہ امان اللہ خاں کے یلغار کابل میں توقف ہونا لابدی ہے۔ چنانچہ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آپ ۳۰- اپریل تک غزنی میں رونق افروز ہو جائیں گے

کوئٹہ ۲- اپریل۔ شاہ امان اللہ خان نے قندھار کے تمام قدیم حکام کی جگہ نئے حکام مقرر فرما دیئے۔ جدید مفتی صاحب اور جدید قاضی صاحب کو مقرر کرکے دونوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے۔ کہ مقدمات اور خصومات کا فیصلہ نہایت سخت پابندی کے ساتھ شریعت مصطفوی کے مطابق کیا جائے۔ جن قاضیوں نے اس سے پہلے نظام نامہ اور زمانہ موجودہ کے مقامی قوانین کے بموجب مقدمات فیصل کئے تھے۔ اُن سب کو موقوف کیا گیا۔ داڑھی منڈ وانے کی قطعی ممانعت کر دی گئی ہے ×

معلوم ہوا ہے۔ کہ چھ ہزار شنواری موجودہ حکمران کابل کی امداد کے لئے کابل جانا چاہتے تھے۔ لیکن خوگیانیوں نے انھیں اپنے علاقہ سے گذرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور انہیں مجبور کیا۔ کہ ہڈہ کے جرگہ کے فیصلہ کی تعمیل کریں۔ اور مداخلت سے محترز رہیں ×

امرتسر یکم اپریل۔ لوہگڑھ دروازہ کے باہر قلعہ کی گراؤنڈ میں تیل کا ایک چشمہ برآمد ہوا ہے۔ تیل کا رنگ سبزی مائل ہے ایک ماہر معدنیات کا بیان ہے۔ کہ اسے مٹی کے تیل کی بجائے جلانے کے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ اور اگر قدرے صاف کر لیا جائے۔ تو عمدہ پٹرول بن سکتا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے چشمہ پر پولیس کا پہرہ لگا دیا گیا ہے ×

کلکتہ یکم اپریل۔ کھڑگ بہادر سنگھ نیپالی نوجوان کو ۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء کو ہیرالال اگروال کو قتل کرنے کے الزام میں ۸ سال قید بامشقت کی سزا ہوئی تھی۔ کھڑگ بہادر سنگھ نے شریمتی راجکماری کو ہیرالال اگروال کے نہایت ظالمانہ و قصابانہ سلوک سے بچانے کی خاطر کہا جاتا ہے۔ کہ اشتعال کی حالت میں یہ فعل کیا تھا۔ کل اس کو راجشاہی جیل سے رہا کیا گیا۔ اور وہ آج صبح کلکتہ پہونچا ×

لکھنؤ یکم اپریل۔ یوپی کی سوشل کانفرنس کل لکھنؤ میں زیر صدارت شریمتی نہرو ہوئی۔ اس میں ایک ریزولیوشن پر گرما گرم بحث ہوئی۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا۔ کہ ہندو شادیوں کے فسخ کئے جانے کے متعلق خاصکر اس حالت میں کہ خاوند عورتوں کو چھوڑ دیں۔ یا اُن سے ظالمانہ سلوک کریں۔ قانون بنانے کی خاطر تدابیر اختیار کی جائیں ×

بمبئی ۳ اپریل۔ انڈین ڈیلی میل رقمطراز ہے۔ کہ جو رپورٹ مرکزی سائمن کمیٹی نے پیش کی ہے۔ وہ اسی اصول پر تیار کی گئی ہے۔ جس کا خاکہ سر چمن لال ستیلواد نے لبرل فیڈریشن کے اجلاس الہ آباد میں پیش کیا تھا۔ سر تیج بہادر سپرو اس رپورٹ کا مسودہ تیار کر رہے ہیں۔ اور پنڈت موتی لال نہرو اس بات پر رضامند ہیں۔ کہ مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی کے ساتھ بحث و تمحیص کرنے کے لئے ہندوستانی وفد کے رکن بنکر جائیں ×

ملتان ۳- اپریل۔ کل شب کو ایک آٹا پیسنے والے کارخانہ میں آگ لگ گئی۔ چند گھنٹوں میں کارخانہ جل کر راکھ ہو گیا۔ آٹے کی ہزاروں بوریاں تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ ۴ لاکھ کا نقصان ہوا ×

سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے خطبہ صدارت میں سردار بہادر دشن سنگھ نے کہا۔ کہ اس وقت سکھوں کے ۲۵۰ پرائمری مڈل اور ہائی سکول دو انٹر میڈیٹ کالج اور ایک ڈگری کالج موجود ہے۔ ان اداروں کی حسن کارکردگی اس بات کی کافی دلیل ہے۔ کہ ایک سکھ یونیورسٹی قائم کی جائے۔ جب حکومت برطانیہ اور پانچ سکھ ریاستیں ہماری پشت پر ہوں۔ سکھ امراء اور شرفاء ہماری امداد کے لئے تیار ہوں تو کوئی مشکل نہیں۔ کہ پندرہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے اس یونیورسٹی کا آغاز کر سکیں ×

امرتسر ۳- اپریل۔ دربار صاحب سے بعض اشیاء چرائی گئی ہیں۔ پولیس نے اس سلسلے میں خانہ تلاشیاں لیں۔ مگر کوئی سراغ نہیں ملا۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ مجرموں کا سراغ بتانے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ×

دہلی ۳- اپریل۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ ہندوستانی ریلوں پر آڈٹ کو اکاؤنٹس سے علیحدہ کرنے کی جو تجویز حکومت ہند نے کی تھی۔ وہ وزیر ہند نے منظور کر لی ہے۔ اس تجویز کو عملی شکل دینے کے لئے یکم اپریل سے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں ×

پشاور ۳ اپریل اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کابل کے ایک بازار میں صبح ۸ بجے کے قریب بم پھٹا جس کی آواز دور تک سنائی دی یہ بم معمولی نہ تھا۔ اس سے ایک سو کے قریب آدمی زخمی ہوئے اور تقریباً چالیس مارے گئے۔ بم پھینکنے والے کا کچھ پتہ نہ لگ سکا ×

موجودہ حکمران کابل نے حکم دیا ہے۔ کہ کوئی جلسہ ایسا نہ کیا جائے۔ جو حکومت وقت کے خلاف ہو کابل کا ہر ایک آدمی اپنی آمدنی کا چوتھائی حصہ شاہی خزانہ میں داخل کرے۔ اگر کسی شخص کے پاس کوئی ہتھیار ہو۔ تو فوراً شاہی میگزین میں داخل کر دے۔ ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزا دی جائیگی۔ ہندوستانیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائیگی ×

پشاور ۴ اپریل۔ جو لوگ کابل سے آئے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ کابل کے لوگوں کا رجحان اس وقت جنرل نادر خان کی طرف زیادہ ہے۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ امان اللہ خان کابل میں دوبارہ واپس نہ آئے۔ اور جنرل نادر خان ہی امان اللہ خاں کی بجائے کابل کا بادشاہ بنایا جائے ×

ڈیلی میل کا بیان ہے۔ کہ اس وقت روس کا رجحان امان اللہ خاں کی طرف پایا جاتا ہے۔ روس نے کابل کے موجودہ حکمران کو الٹی میٹم بھیجکر پچاس لاکھ پونڈ کی ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے۔ جو اس سامان حرب کی قیمت ہے جسے امان اللہ خان نے اپنے عہد حکومت میں روس سے خرید کیا تھا۔ چونکہ وہ آج کل کابل پر قابض ہے۔ اور اس نے امیر حبیب اللہ خاں کا لقب حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے حکومت روس کا دعویٰ ہے۔ کہ وہی یہ رقم ادا کرے ×

لاہور ۳- اپریل۔ سول ملٹری گزٹ کا بیان ہے۔ کہ یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے۔ کہ لارڈ ونٹرٹن موجودہ نائب وزیر ہند مدراس کے آئندہ گورنر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ مدراس کے موجودہ گورنر لارڈ گاشن کی میعاد گورنری ختم ہو گئی ہے۔ آپ وائسرائے ہند کی جگہ ان کے رخصت پر جانے کی وجہ سے کام کرینگے ×

نئی دہلی ۴ اپریل۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ سردار علی احمد جان چمن سے روانہ ہو کر حدود افغانستان میں داخل ہو گئے

لاہور ۴ اپریل۔ آج عدالت عالیہ میں مسٹر جسٹس فورڈ اور جسٹس جے لال نے گوربخش سنگھ مرافعہ کا فیصلہ سنا دیا۔ جج صاحبان نے اپنے فیصلے میں ریمارک کیا۔ کہ کنسو کے بیان کی دوسری شہادتوں سے کافی تائید نہیں ہوئی۔ اس لئے شک کا فائدہ مرافعہ گذار کو ملنا چاہئے۔ چنانچہ اسے قتل کے الزام سے تو بری کر دیا گیا۔ لیکن اس کے بیان کے مطابق دوسرے جرائم میں اسے پانچ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی

جدید دہلی ۴ اپریل۔ مسٹر کریرار ہوم ممبر نے ایک تفصیلوار بیان حکومت کی طرف سے پڑھکر سنایا جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ صدر اسمبلی کو گورنمنٹ کی کسی کارروائی کو جو وہ اسمبلی میں پیش کرنا چاہے۔ روکنے کا اختیار نہیں ہے۔ حکومت نومیرٹھ کے مقدمہ سازش کی تحقیقات کو معرض التوا میں ڈالنا چاہتی ہے۔ اور پبلک سیفٹی بل کے مسودہ قانون حفاظت عامہ پر اسمبلی میں بحث و تمحیص کی کارروائی میں لتوی پسند کرتی ہے۔ اسمبلی میں حکومت کے اس بیان پر بحث و تمحیص ہوگی ×

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔